قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علیٰ مکث ونزلناہ تنزیلا

چون آیت موصوفہ دال است بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامہ ناس

حاضر باشد یا بادی ✤ ونیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ✤ پس اتباعاً للنص المزبور ✤ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدرج شہور

مسمّی بہ

الہادی

نمبر ۳	بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۴۴ھ	جلد ۲

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب فی حاضر و بادی ونذکرست مر ہر مجلس و نادی

وممکن ست برائے ہر جائع و صادی ✤ بصورت ترجمۂ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

ومصالح عقلیہ وکلید مثنوی وتشرف کہ اکثر آن مستفاد ست از وکالہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ✤ بادارۃ محمد عثمان عامی ✤ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع الکٹرک پریس دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ در سرکہ کلاں دہلی بزندہ و ذریعہ وی پی میگردد

لہ ہذا التفسیر العام ماخوذ من الحدیث احسن حدیثنا کتاب اللہ وقضی بالرحم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت رجب المرجب سنہ ۱۳۴۲ھ جو
بہ برکت دعا حکیم الامتہ محی السنتہ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی
کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

اُصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امتہ محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے ڈھائی جزسے کم نہ ہوگا۔ بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ عہ ہے۔

(۴) سوائے ان صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔ پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے عہ کا وی۔ پی روانہ ہوگا جسپر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا اور عہ کا وی۔ پی پہنچے گا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجینگے یا وی پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے اونکی خدمت میں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول سے بھیجے جائینگے اور ابتداء سے خریدار سمجھے جائینگے اور اگر الہادی کی جلد اول درکار ہو طلب فرما دیں مگر اوسکی قیمت تین روپے ہے علاوہ محصولڈاک و۔

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

حافظ مصنف کتاب فرماتے ہیں ابو الیقظان واہی ہے اور اس سے ثقہ لوگوں نے روایت
کیا ہے اور اسکا نام عثمان بن قیس ہے یہ ترمذی نے کہا ہے اور بعض نے عثمان بن عمیر
اور بعض نے عثمان بن ابی حمید اور بعض نے اسکے علاوہ کہا ہے اور اس حدیث کو طبرانی نے
اوسط اور صغیر میں ایسی سند سے بیان کیا ہے جسمیں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور اسکے الفاظ کا
ترجمہ یہ ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں کہ اونکو فزع اکبر (یعنی قیامت
کی گھبراہٹ) ہول میں نہیں ڈالیگی اور انکو حساب نہیں گرفتار کریگا مشک کے ٹیلوں پر ہونگے
جبتک کہ مخلوق کے حساب سے فراغت ہو ایک آدمی کہ اللہ تعالے کی رضامندی کے واسطے
قرآن شریف پڑھا اور اسکے ساتھ کسی قوم کی امامت کی اور وہ اوس سے خوش ہے اور
لوگونکو نماز کے واسطے بلانے والا کہ محض رضامندی پروردگار کے واسطے بلائے (یعنی
اذان دی) اور وہ غلام کہ اپنے اور اپنے رب کے درمیان اور اپنے اور اپنے مالکوں کے
درمیان اچھا معاملہ کرے اور یہی حدیث کو کبیر میں بھی روایت کیا ہے اور اسکے الفاظوں کا
ترجمہ یوں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں اگر میں اس
حدیث کو صرف ایک مرتبہ اور ایکمرتبہ اور ایک مرتبہ یہانتک کہ سات مرتبہ شمار کیا تو میں اسکو نہ
بیان کرتا (یعنی بہت ہی مرتبہ سُنا ہے) میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی
فرماتے تھے تین شخص قیامت کے دن مشک کے ڈھیروں پر ہونگے اونکو گھبراہٹ ہول
میں نہیں ڈالیگی اور جس وقت تمام لوگ گھبرائینگے وہ نہیں گھبرائینگے ایک وہ آدمی کہ اس نے
قرآن کا علم حاصل کیا اور اوسکے ساتھ نماز میں اللہ کی رضامندی اور ان نعمتوں کے طلب
کرنے کو جو اوسی کے پاس ہیں کھڑا ہوتا ہے۔ اور وہ آدمی کہ ہر رات دن میں پانچوں نمازونکی
اذان دیتا ہے اوس سے رضامندی پروردگار اور جو کچھ اوس کے پاس ہے طلب کرتا ہی
اور غلام مملوک کہ اسکو دنیا کی غلامی اسکے رب کی تابعداری سے نہیں روکتی اور حضرت انس
ابن مالک رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
ایک آدمی کو اپنی حالت سفر میں کہتے ہوئے سُنا اللہ اکبر اللہ اکبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا یہ اصل فطرت پر کہا ہے (یعنی مقتضے فطرت انسانی ہے اللہ کو سب سے بڑا کہنا چنانچہ مشرک

۱۱۳

لوگ بھی اسکے قائل ہیں) پھر اوس شخص نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ۔ فرمایا نار دوزخ سے نکل گیا۔ پس لوگ اس شخص کی طرف کو لپکے ناگاہ وہ بکری چرانے والا تھا نماز کا وقت آگیا تھا لہذا کھڑے ہو کر اذان دیتا تھا اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اور مسلم میں اسکے قریب قریب ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موذن اُمید اجر رکھنے والا مثل اوس شہید کے ہے کہ اپنے خون میں سنا ہوا ہو اذان و اقامت کے درمیان میں جو چاہے اللہ سے دُعا کرے اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور کبیر میں بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا موذن امید اجر رکھنے والا مثل شہید خون کے لتھڑے ہوئے کے ہے جب مریگا اسکو قبر میں کیڑے نہیں کھائینگے ان دونوں روایتوں میں ابراہیم بن رستم ہے اور اسکی توثیق کیگئی ہے۔

۱۱۴ اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسُول اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے تیرا رب خوش ہوتا ہے بکریوں کے چرواہے سے پہاڑ کے ٹیلہ کی چوٹی پر نماز کی اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے میرے اس بندہ کو دیکھو اذان دیتا ہے اقامت کہتا ہے نماز پڑھتا ہے مجھ سے ڈرتا ہے میں نے اپنے بندہ کو بخشدیا اور اسکو جنت میں داخل کر دیا اسکو ابو داؤ د و نسائی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے بارہ برس اذان دی اسکے واسطے جنت واجب ہوگئی اور اسکی اذان کی وجہ سے ہر دن میں ساٹھ نیکیاں لکھی جائینگی اور ہر اقامت میں تیس نیکیاں اسکو ابن ماجہ دارقطنی حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ شرط شیخین پر صحیح ہے حافظ مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ اسیطرح پر ہے جیساکہ حاکم نے بیان کیا ہے اسواسطے کہ عبد بن صالح کاتب لیث اگرچہ اوسمیں کلام بھی کیا گیا ہے مگر اوس سے بخاری نے اپنی

صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب آدمی جنگل میں ہو اور نماز کا وقت آگیا وضو کرنا چاہیئے اگر پانی نہ پاوے تو تیمم کرنا چاہیئے۔ اب اگر تکبیر کہکر نماز پڑھ لی تو اسکے ساتھ اسکے صرف دو فرشتے نماز پڑھینگے۔ اور اگر اذان اور تکبیر دونوں کہکر نماز پڑھی تو اسکے ساتھ اللہ تعالےٰ کے لشکر میں سے اتنی جماعت نماز پڑھیگی کہ اسکی (ابتدا و انتہا) دونوں جانبین دکھائی نہیں دیگی۔ اس کو عبدالرزاق نے اپنی کتاب میں بسند ابن تیمی عن ابیہ عن ابی عثمان النہدی عن ابن عباس روایت کیا ہے۔

اذان کا جواب دینے اور بعد کی دعا کی ترغیب

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مؤذن کی اذان سُنو تو جیسے مؤذن کہتا ہے تم بھی کہو اسکو بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

115

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے جب تم مؤذن کو اذان کہتے سُنو تو جیسا وہ کہتا ہے تم بھی کہو پھر مجھپر درود شریف پڑھو اسواسطے کہ جو کوئی مجھپر ایک درود پڑھتا ہے اللہ تعالےٰ اوسپر دس درود بھیجتا ہے (یعنی دس رحمتیں نازل فرماتا ہے) اور اللہ سے میرے واسطے وسیلہ مانگو اسواسطے کہ وہ جنت میں ایک مرتبہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے تمام بندوں میں سے صرف ایک بندہ کو ملیگا اور مجھکو یہ امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہونگا بس جو کوئی شخص میرے واسطے وہ وسیلہ مانگے گا اسکے واسطے میری شفاعت ثابت ہوگی۔ اسکو مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تم میں سے کوئی شخص اللہ اکبر

اللہ اکبر کہے پھر موذن اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہے تو وہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہے پھر موذن اشہد ان محمد رسول اللہ کہے تو وہ کہے اشہد ان محمد رسول اللہ۔ پھر موذن کہے حی علے الصلوٰۃ تو وہ کہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ پھر موذن کہے حی علے الفلاح تو وہ کہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ پھر موذن کہے اللہ اکبر اللہ اکبر تو وہ بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہے پھر موذن کہے لا الٰہ الا اللہ تو یہ بھی کہے۔ لا الٰہ الا اللہ۔ (یہ سب کچھ) دل سے کہے تو جنت میں داخل ہو جائیگا اسکو مسلم ابوداؤد نسائی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے اذان سننے کے وقت یہ دعا پڑھی اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ آت محمد ان الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ اسکے واسطے بروز قیامت میری شفاعت حلال ہو جائیگی۔ اسکو بخاری ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور بیہقی نے اپنی سنن کبیر میں روایت کیا ہے اور اسکے آخر میں یہ زیادہ کیا ہے انک لا تخلف المیعاد۔ ترجمہ دعا اے اللہ اس ندار کامل اور نماز ثابتہ کے صاحب عطا فرما محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت اور انکو مقام محمود پر پہنچا دے جسکا تونے وعدہ فرمایا ہے بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں فرماتا ہے۔

۱۱۶

اور حضرت سعد بن الوقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جناب نے فرمایا جس شخص نے موذن سے اذان سنتے ہوئے کہا اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں ہے سوائے اللہ اکیلے کے کوئی اسکا شریک نہیں ہے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اوسکے بندے اور رسول ہیں۔ میں خوش ہو گیا اللہ کے رب ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے سے اللہ اوسکے گناہ بخشدیگا اسکو مسلم نے روایت کیا ہے اور ترمذی کے الفاظ ہیں اور نسائی ابن ماجہ ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ انھوں نے لفظ ذنوبہ نہیں بیان کیا اور مسلم نے ذنبہ کہا ہے۔

اور حضرت بلال بن یساف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ سے سُنا وہ بیان کرتے تھے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے جس شخص نے مؤذن سے سُنا پھر اس نے اسیطرح کہا جیسا کہ مؤذن کہتا ہے اسکو بھی مؤذن کے اجر کی برابر اجر ملیگا۔ اسکو طبرانی نے کبیر میں بروایت اسمٰعیل بن عیاش عن حجازیین روایت کیا ہے مگر اسکا متن مشہور ہے اور اسکے شواہد بھی بہت ہیں۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کھڑے ہو کر اذان دی جب خاموش ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے یقین کے ساتھ مثل اسکے کہا جنت میں داخل ہوگا اسکو نسائی ابن ماجہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ صحیح الاسناد ہے اور اسکو ابو یعلےٰ نے بسند یزید رقاشی حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہے اور اسکے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میں پچھلی شب میں قیام فرمایا حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اذان دی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مثل اس شخص کے قول کے کہا اور مثل اسکی شہادت کے گواہی دی اسکے واسطے جنت ہے۔

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے تھے جب اذان کہنے والا اذان کہتا ہے جس کسی نے یہ دعا کی اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ النافعۃ صل علی محمد وارض عنی رضی لا سخط بعدہ۔ اللہ تعالےٰ اسکی دعا قبول فرمالیتے ہیں۔ ترجمہ دعا۔ اے اللہ اس اذان کامل اور نماز نافعہ کے رب تو محمد پر درود نازل فرما اور مجھ سے ایسا راضی ہوجا کہ پھر غصہ نہ ہو اسکو امام احمد اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔ اور اسکی سند میں ابن لہیعہ ہیں اور اگر اللہ نے چاہا تو باب دعا بین الاذان والاقامت میں حدیث ابو امامہ کی اسی بارہ میں آئیگی۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض

کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مؤذن لوگ تو ہم سے بڑھ گئے حضور نے فرمایا جیسے وہ کہتے ہیں تم بھی کہو (یعنے جواب اذان دو) جب ختم کرو (یعنے جواب اذان) تو پس دعا مانگو دیجاؤگے (یعنے دعا قبول ہوگی) اسکو ابو داؤد نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب اذان سُنا کرتے فرماتے اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ صل علے محمد واعطہ سئولہ یوم القیامۃ۔ اور آپ اسکو اپنے گرد والونکو بھی سُنا دیا کرتے تھے اور یہ چاہا کرتے کہ یہ لوگ بھی جب مؤذن سے سُنیں اسی طرح دعا کریں۔

اور حضرت نے فرمایا اور جو شخص مؤذن سے سنتے وقت اسیطرح کہیگا اسکے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بروز قیامت واجب ہوجائیگی اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اوسط میں اسطرح ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب اذان سنتے فرماتے اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ صل علے عبدك ورسولك واجعلنا فی شفاعتہ یوم القیامۃ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ کلمے اذان کے وقت کہے وہ میری شفاعت میں بروز قیامت داخل ہوجاتے گا۔

۱۱۸

اور اسکی دونوں اسنادوں میں صدقۃ بن عبداللہ سمین ہیں ترجمہ یہ ہے لے اللہ اس کامل اذان اور نماز قائمہ کے رب درود نازل فرما اپنے بندہ اور رسول پر اور بروز قیامت ہم کو اُنکی شفاعت میں کردے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے میرے واسطے وسیلہ مانگو جو بندہ میرے واسطے دنیا میں اسکو مانگے گا ضرور بروز قیامت میں اسکا گواہ یا شفیع ہوجاؤنگا اسکو طبرانی نے اوسط میں بروایت ولید بن عبدالملک حرانی عن موسے بن اعین روایت کیا ہے اور یہ جو حدیثیں ثقہ لوگوں سے روایت کرتے ہیں اون میں مستقیم ہیں اور ابن اعین ثقہ مشہور ہیں اور کبیر میں بھی روایت کیا ہے اسکی عبارت اسطرح ہے فرمایا جس نے اذان سُنی اور کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ

اللھم صل علی محمد وبلغہ درجۃ الوسیلۃ عندک واجعلنا فی شفاعتہ یوم القیامۃ
اسکو شفاعت واجب ہوگی اور اسمیں اسحق بن عبداللہ بن کیسان ہیں وہ حدیث میں ضعیف ہیں
اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم جب مؤذن کو شہادتین پڑھتے سنتے فرماتے اور میں بھی اور میں بھی اس کو
ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور الفاظ اسی کے ہیں اور ابن حبان نے اپنی صحیح
میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔

تکبیر کہنے کی ترغیب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے واسطے اذان دیجاتی ہے شیطان گوز کی
آواز کرتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سنے اور جب اذان پوری ہوجاتی ہے تو پھر آجاتا
ہے جب تثویب کہی جاتی ہے بھاگتا ہے یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور تثویب سے مراد
اقامت ہے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے واسطے اقامت کہی جاتی ہے آسمان کے دروازے
کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول کیجاتی ہے اسکو امام احمد نے بروایت ابن لہیعہ
روایت کیا ہے۔

اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو وقت کسی دعا کرنے والے کی دعا رد نہیں ہوتی ایک جسوقت
نماز کی اقامت کہی جاتی ہے اور دوسرا اللہ کے راستہ میں صف جہاد میں کھڑے ہوتے
اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

بلا عذر اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی ترہیب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے ایک آدمی مؤذن کی اذان

کہنے کے بعد مسجد سے باہر چلا گیا حضرت ابوہریرہ کہنے لگے اسنے تو ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرلی پھر فرمایا ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا جب تم مسجد میں ہو اور نماز کے واسطے اذان کہی جاوے تو کوئی مسجد سے نہ نکلے جبتک کہ نماز نہ پڑھ لے یہ امام احمد کے الفاظ کا ترجمہ ہے اور اسکی اسناد صحیح ہے اور اسکو مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے حکم فرمانے کے قصہ سے پہلے تک۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا نہیں ہے کہ میری اس مسجد میں اذان سنے اور پھر چلا جائے بلا کسی حاجت کے اور پھر واپس نہ آئے بجز منافق کے اسکو طبرانی نے اوسط میں ایسی سند سے بیان کیا ہے جسکے راویوں کی سند صحیح میں احجت لیجاتی ہے۔

اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بجز منافق کے کوئی اذان کے بعد مسجد سے نہیں نکلے گا مگر کوئی عذر اسکو مجبور کرے اور وہ ارادہ لوٹنے کا رکھتا ہو اسکو ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں روایت کیا ہے۔ ۱۲۰

اذان اور اقامت کے درمیان دعا مانگنے کی ترغیب

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان اور اقامت کے درمیان کی دعا رد نہیں ہوتی اسکو ابوداؤد وترمذی نے روایت کیا ہے اور لفظ ترمذی کے ہیں اور نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور یہ زیادہ کیا ہے پس دعا کرو اور ایک روایت میں ترمذی نے زیادہ کیا ہے لوگوں نے عرض کیا پھر ہم کیا دعا مانگا کریں یارسول اللہ فرمایا اللہ سے دنیا اور آخرت کی سلامتی مانگا کرو۔

اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو وقت ہیں کہ ان میں آسمان کے دروازے کھلجاتے ہیں

(باقی آئندہ)

سلسلہ تسہیل المواعظ کا تیرھواں وعظ

مسمےٰ بہ

اہتمام دین کی ضرورت

منتخب از ضرورۃ الاعتناء بالدین وعظ اول دعوات عبدیت

حصہ سوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ ماثورہ۔ اما بعد ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم (ترجمہ) اے رب ہمارے اور بھیجیے ان میں ایک رسول جو انہیں میں سے ہو پڑھے انپر آیتیں آپ کی۔ اور سکھاوے ان کو کتاب آپ کی اور حکمت اور پاک کرے انکو آپ قدرت والے ہیں حکمت والے ہیں۔

اس آیت کے متعلق یہ مضامین ہیں۔

(۱) یہ ایک آیت ہے اس آیت کا مضمون قرآن میں کئی جگہ آیا ہے اس مقام پر یہ مضمون حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرف سے نقل کیا گیا ہے کعبہ بناتے وقت جو دعائیں ان دونوں صاحبوں نے کی ہیں ان میں کی ایک دعا یہ بھی ہے جسکا نفع اونکی اولاد کو پہونچا ان دونوں صاحبوں نے اول اپنے لئے دعا کی

اسکے بعد اپنی اولاد کے لئے دعا کی جو دعائیں اولاد کے لئے کی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے
حاصل اس دعاء کا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے اپنی اولاد کو
ایک دینی نفع پہونچایا ہے اس دعا کے طرز سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اصل مقصود دین
کا نفع ہے اور دنیا کا نفع اسکے تابع ہے ہم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سبق لینا
چاہیئے کہ انھوں نے جہاں اپنی اولاد کے لئے دنیا کے نفع کی یہ دعا کی کہ اے اللہ مکہ
میں جو ایمان والے ہیں اونکو میوے اور پھل کھلانا اس دعا کے ساتھ ہی دین کے نفع کی
بھی دعا کی جسکا اس آیت میں ذکر ہے تو دنیا کے نفع اور آرام کے لئے دعا کرنے سے یہ
معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی ضروری ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر دنیا کا آرام نہ ہو تو دنیا میں
بہت کم طبیعتیں ایسی ہیں جو خدا تعالےٰ کیطرف متوجہ ہوں پس اپنے رزق کی زیادتی کی بھی دعا
کرنا چاہیئے اور اپنی صحت کے لئے بھی دعا کرنا چاہیئے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے
کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو دیکھا کہ بہت دُبلے ہو رہے ہیں تو حضورؐ نے
دریافت فرمایا کہ تم نے کچھ دعا تو نہیں کرلی یعنی مصیبت کیلئے تو کوئی دعا نہیں کی وہ صحابی
کہنے لگے کہ ہاں دعا تو کی تھی آپ نے فرمایا کیا دعا کی تھی کہنے لگے یہ دعا کی تھی کہ مجھے جو کچھ
عذاب ہونا ہو دنیا ہی میں ہو جائے آپ نے انکو خبردار کیا کہ تکلیف کے لئے ہرگز دعا
نہیں کرنا چاہیئے بلکہ تکلیف سے بچنے کے لئے دعا کرنا چاہیئے وجہ اسکی یہ ہے کہ انسان
ضعیف ہے اسکو تکلیف کی برداشت کہاں خدا کے فضل کی دعا کرنا چاہیئے کیونکہ انسان
کی رگ رگ میں احتیاج بھری ہوئی ہے بغیر خدا کے فضل کے اوسکا گذارہ کیسے ہو سکتا ہے
ایک شخص میرے پاس آئے اور کہا میرے لئے دس روپیہ کا انتظام کر دیجئے کیونکہ
مجھے سخت ضرورت ہے اسکے بعد ادہر اُدہر کا ذکر کرنے لگے فقیری کا دم بھرتے کہنے لگے
کہ ہمیں جنت کی کیا پرواہ ہے اور دوزخ کا کیا ڈر ہے میں نے کہا میاں بیٹھو تم سے
دس روپیہ سے تو صبر ہو نہیں سکا جنت سے کیا صبر کر سکو گے اگر ایسے ہی بے پرواہ
تھے تو دس روپیہ سے بھی صبر کر لیا ہوتا تو واقعی انسان ایسا محتاج ہے کہ دنیا و
آخرت دونوں کی اسکو ضرورت ہے اور آخرت کا زیادہ محتاج ہے اسی لئے حضرت

اصل نفع دین کا نفع ہے

۲

ابراہیم نے جیسے دنیا کے لئے دعا کی ایسے ہی آخرت کے لئے بھی دعا کی تاکہ ہم لوگ اس سے سبق لیں اور ایسا ہی کیا کریں۔

(۲) بہرحال انبیاء کی اولاد بھی وہی مقبول ہے جو اونکے قدم بقدم ہو اور اُنکے طریقہ پر چلتی ہو اور جو اولاد اُنکے طریقہ پر نہ ہو وہ تو ایسی ہے جیسے غلط لکھا ہوا قرآن کہ اوسکا نہ ایسا ادب ضروری ہے اور نہ اُسکی بے ادبی کرنا جائز ہے ادب تو اسلئے نہیں کہ وہ صحیح قرآن نہیں اور بے ادبی اسلئے نہیں کیجائیگی کہ کچھ تو قرآن کی آیتیں بھی اسمیں ملی ہوئی ہیں تو انبیاء علیہم السلام کی زیادہ نظر اسپر ہے کہ دین کا نفع ہو اور چاہتے ہیں کہ اولاد ہو تو ایسی ہو جو ہمارے طریقہ پر چلے اسلئے ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لئے یہ دعا کی اور اس سے ہم کو یہ سبق سکھلایا کہ اپنی اولاد کے لئے دنیا سے زیادہ دین کا انتظام کرنا چاہیئے اب ہم کو سبق لینا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ ہم کہاں تک اپنی اولاد کے حق میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر چلتے ہیں۔ اور کسقدر اونکے دین کا انتظام کرتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ لوگ اپنی اولاد کے حق ادا نہیں کرتے لیکن یہ ضرور ہے کہ زیادہ توجہ نری دنیا پر ہے انکی زیادہ کوشش ہوتی ہے کہ اولاد چار پیسے کمانے کے قابل ہو جائے اور جب اس قابل بنا دیتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ ہم اُنکے ضروری حق سب پورے کر چکے آگے اپنی درستی یہ خود کر لینگے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں سے دین کی وقعت اور قدر بالکل نکل گئی ہے اسلئے بالکل دنیا پر جھک پڑے ہیں اور اگر کسیکو یہ شبہ ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دنیا کی ضرورتوں کی خبر نہ تھی اسلئے اونکو دنیا کی طرف توجہ نہیں ہوئی تو یہ بالکل غلط ہے بلکہ دنیا کی جتنی ضرورت ہے اوسکی اونکو پوری خبر تھی چنانچہ اونہوں نے اپنی اولاد کے لئے دنیا کے آرام کی بھی دعا کی کہ اونکو رزق پہنچایا جائے مگر نبیوں نے اپنی اولاد کے لئے اسکی رعایت زیادہ کی ہے کہ دین کا نفع اونکو پہونچے اور دنیا کے نفع کے لئے جو انھوں نے دعا کی ہے وہ صرف اسی اولاد کے لئے کی ہے جو ایماندار ہو ساری اولاد کے لئے نہیں کی اس سے اندازہ کیجئے کہ اونکی نظر میں دین کسقدر عزیز ہے کہ نافرمان کے لئے دنیا کی دعا بھی گوارا نہیں کی اگرچہ خدا تعالےٰ نے

نبیوں کی اولاد وہی مقبول ہے جو ان کے طریقہ پر چلے

ہم کو اولاد کیلئے دین کا نفع زیادہ چاہنا چاہئے

رزق ایمان والوں کے ساتھ خاص نہیں کیا بلکہ فرمایا ہے کہ کچھ دنوں کے لئے دُنیا میں کافرونکو بھی عیش دونگا تو اللہ تعالےٰ نے تو اپنی رحمت کو عام فرمایا مگر حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے بوجہ کافروں کے نافرمان ہونے کے اُن کے لئے دُعا نہیں فرمائی اس سے نبیوں کی طبیعت کا اندازہ معلوم ہوتا ہے اور یہی نیک بندوں کا طرز انداز ہونا چاہئیے کہ نافرمان لوگوں پر کچھ رحم نہ کریں نہ اونکے لئے راحت کی دعا کریں ہاں ہدایت کی دعا کریں بس جو لوگ خدا کے حکم پر چلتے ہیں اونکے لئے ہر طرح کی دعا کریں اور جو نافرمان ہیں کہ خدا تعالےٰ کے حکم پر نہیں چلتے اونکو خدا کے سُپرد کریں خیر یہ بات تو درمیان میں آگئی تھی مقصود یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السّلام نے جو دعا کی ہے اوسکا مضمون غور کے قابل ہے اور اسوقت اوسکا بیان کرنا مناسب معلوم ہوا۔ کیونکہ ہم میں اسوقت ایک بڑا مرض ہے یعنی دین کا خیال کم ہونا اور یہ وہ مرض ہے کہ اسکی بدولت آج ہم مسلمان کہلانے کے قابل نہیں رہتے اور اسکی بدولت اکثر حصہ دین کا ہم سے نکل گیا دیکھو مالدار وہ شخص کہلاتا ہے جسکے پاس ضروری خرچوں سے زیادہ روپیہ ہو اور جسکے پاس دو چار پیسے ہوں وہ مالدار نہیں کہلاتا ورنہ چاہیئے کہ ساری دنیا مالدار کہلانے لگے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ آدمیونکی دو قسمیں کیجاتی ہیں ایک غریب ایک امیر تو جیسے مالدار وہ شخص ہے جسکے پاس بہت سا روپیہ ہو اسیطرح ایماندار بھی وہی ہے جو عقیدے بھی سب شریعت کے موافق رکھتا ہو اور عمل میں بھی شریعت کا پورا پابند ہو اور یہ ایمان کچھ ایمان نہیں ہے کہ صرف کلمہ پڑھکر اپنے کو ایماندار سمجھنے لگے اور شرع کے حکموں پر چلنے سے کچھ غرض نہیں رکھتے اور اسکے متعلق دلیل کے طور پر کہتے ہیں من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ (ترجمہ) جسنے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا وہ جنت میں جاویگا یہ حدیث تو بیشک سچی ہے لیکن اسکا مطلب اور ہے جو مطلب یہ لوگ اس سے نکالتے ہیں وہ نہیں ہے پھر غضب یہ کہ اسمیں ایک تو غلطی یہ تھی کہ عمل کرنے کو بالکل بیکار سمجھتے ہیں دوسرے یہ کہ بعض لوگ خود ایمان کے کلمہ میں کمی کرتے ہیں یعنی اکثر لوگونکا یہ خیال ہے کہ محمد رسول اللہ کہنے کی بھی ضرورت نہیں خدا کی پناہ میں نے خود یہ تقریریں چھپی ہوئی دیکھی ہیں کہ رسُول پر

۴

ایمان بغیر عمل کے قابل اعتبار کے نہیں

ایمان لانیکی ضرورت نہیں ہے اور اسی حدیث سے اپنے اس مطلب کو نکالتے ہیں من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ۔ ترجمہ جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا وہ جنت میں جاویگا وہ کہتے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے ہی سے لوگ جنت میں جائینگے تو اب محمد رسول اللہ کہنے کی کیا حاجت رہی۔ مجھ سے ایک سفر میں اس حدیث کے متعلق ایک صاحب نے جو اسی خیال کے تھے دریافت کیا کہ اس حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص محمد رسول اللہ کو نہ مانے وہ بھی جنت میں جائیگا میں نے کہا آپ یہ تبلائیے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ہر دن یٰسین پڑھتا ہوں تو یٰسین پڑھنے کے کیا معنی ہیں کیا یہ معنی ہیں کہ صرف یہ کلمہ پڑھتا ہوں یٰسین یٰسین یا یہ معنی ہیں کہ ساری سورت پڑھتا ہوں کہنے لگے کہ یٰسین پڑھنے کے معنی تو ساری سورت پڑھنے کے ہیں میں نے کہا اسیطرح لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کے معنی سارا کلمہ پڑھنے کے ہیں ان لوگوں کے لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کے یہ معنی سمجھنے پر مجھے ایک قصہ یاد آیا ریاست رامپور سے ایک طالب علم نے میرے پاس خط بھیجا کہ مجھکو فلاں شبہ ہے اسکے لئے کوئی دعا تبلادیجئے میں نے لکھا کہ لاحول پڑھا کرو چند روز کے بعد وہ مجھسے ملے اور پھر شکایت کی میں نے پوچھا اس سے پہلے میں نے کیا تبلایا تہا کہنے لگے لاحول پڑھنے کو تبلایا تہا سو میں پڑھتا ہوں اتفاقیہ بات میں نے یہ دریافت کیا کہ کسطرح پڑھا کرتے ہو کہنے لگا کہ یوں پڑھا کرتا ہوں لاحول لاحول لاحول۔ توجیسے یہ طالب علم لاحول پڑھنے کے یہ معنی سمجھے ہیں کہ صرف لفظ لاحول کو پڑھ لیا جائے حالانکہ لاحول تو ایک پورے کلمہ کا نام ہے (یعنی لاحول ولا قوۃ الا باللہ) اسیطرح ان لوگوں نے بھی لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کے معنی یہ سمجھے کہ صرف لا الٰہ الا اللہ ہی پڑھا جاوے حالانکہ لا الٰہ الا اللہ سے وہی مراد ہے جسکے ساتھ محمد رسول اللہ بھی ہو جسکی دلیل وہ حدیثیں ہیں جن میں پورا کلمہ مذکور ہے چنانچہ مشکوۃ شریف میں حدیث موجود ہے کہ الایمان شھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ ترجمہ ایمان یہ ہے کہ گواہی دینا اس بات کی کہ سوائے اللہ کے اور کوئی عبادت کے لائق نہیں اور گواہی دینا اس بات کی کہ محمد اللہ کے رسول ہیں

پس اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ محمد رسول اللہ ماننا ضروری ہے اور اسکے بغیر آدمی ایماندار نہیں ہوتا تو صاحبو اس دنیا میں کھپ جانے کے سبب سے اس قسم کی غلطیاں لوگ کر رہے ہیں بس اسکا علاج یہ ہے کہ دین کی طرف توجہ کریں اور دین کا علم حاصل کریں۔ اسی خیال کے ایک اور صاحب مجھے ملے کہنے لگے کہ رسول پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں صرف اللہ تعالےٰ کو ایک ماننا نجات کے لئے کافی ہے میں نے کہا ہرگز نہیں عقل بھی یہی کہتی ہے اور قرآن اور حدیثیں بھی یہی بتلاتی ہیں کہ رسول پر ایمان لانا ضروری ہے دوسرے رسول کا انکار کرنے سے خدا تعالےٰ کی خدائی کا بھی انکار ہو جاتا ہے اسواسطے کہ خدا تعالےٰ کے ماننے کے یہ معنٰی نہیں کہ اونکو صرف موجود مان لیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ اونکی ذات کو بھی کامل مانیں اور انکی خوبیونکو بھی بے مثل مانیں کیونکہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر ایک شخص خدائی ذات کو تو مانتا ہے لیکن اونکی خوبیونکو نہیں مانتا تو وہ کافر ہے اسکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کو بادشاہ تو مانے لیکن یہ نہ مانے کہ اسکو بادشاہوں کے سے اختیار بھی ہیں تو کیا ایسے کی نسبت یہ کہا جاویگا کہ اسنے بادشاہ کو مانا کبھی نہیں تو خدا تعالےٰ کے ایک ماننے کے معنٰی یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ کو ساری خوبیوں کے ساتھ مانے کہ اونمیں ہر خوبی پوری طرح پائی جاتی ہے وہ شخص کہنے لگے کہ بیشک اللہ تعالےٰ کو ایسا سمجھنا تو ضروری ہے میں نے کہا کہ عمدہ خوبیوں میں سے ایک خوبی سچائی بھی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کیلئے سچائی کی خوبی ماننا بھی ضروری ہوگی۔ کہنے لگے کہ ہاں بیشک ضروری ہوگی میں نے کہا قرآن شریف میں موجود ہے محمد رسول اللہ (ترجمہ) محمد اللہ کے رسول ہیں۔ پس اسکا ماننا ضروری ہوا اور جو اسکو نہ مانے گا وہ خدا کا ماننے والا کبھی نہ ہوگا کیونکہ اوس نے خدا تعالےٰ کی سچائی کو نہ مانا جسکا ماننا ضروری تھا اور میں نے کہا کہ آپکو دس برس کی مہلت جواب کے لئے دیتا ہوں یہ تو عقیدوں میں کمی تھی جسکی مثالیں آپ نے سن لیں۔ اسیطرح عملوں میں بھی کمی کر لی ہے کہ بعض تو انکے فرض ہونے ہی کا انکار کرتے ہیں اور بعض انکار تو نہیں کرتے لیکن اُن پر عمل بھی نہیں کرتے تو ان دونوں قسم کے لوگوں کی غلطی قرآن کی آیتوں سے ثابت

رسول پر ایمان لانے کی ضرورت عقل اور نقل دونوں سے ثابت ہے

اعمال میں لوگوں نے کمی کر رکھی ہے

ہوتی ہے۔ رہی حدیث من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ (ترجمہ) جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا وہ جنت میں جاویگا سو اسکے معنی کے لئے ایک مثال عرض کیا کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص کسی سے نکاح کرے اور بعد نکاح کے بیوی کھانے پینے کے لئے خرچ مانگے اور شوہر کہے کہ میں نے ان چیزوں کا دینا قبول نہیں کیا تھا میں نے تو صرف تمہیں قبول کیا تھا تو وہ اسکا کیا جواب دیگی ظاہر ہے کہ یہی جواب دیگی کہ اگرچہ تم نے ہر ہر چیز کو علیحدہ علیحدہ قبول نہیں کیا لیکن میرا قبول کرنا ان سب چیزوں کا قبول کرنا ہے۔

اب میں ان اعتراض کرنے والوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے سامنے یہ بات چیت ہو تو آپ کیا کہیں گے یہی کہیں گے کہ یہ ایک قبول ہی ہر چیز کے قبول کرنیکی جگہ ہے تو جب لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا تو سارے عقیدے اور عملوں کا ذمہ لے لیا۔ یاد رکھو ایمان میں کمی کرنا سخت غلطی ہے ایمان جب ہی کہلائیگا جب اوسکی پوری شان پائی جاوے۔

اب سوچئے کہ ہم لوگ مسلمان کہلاتے ہیں مگر غور کرنے کے قابل یہ ہے کہ ہم میں اسلام کی کتنی باتیں پائی جاتی ہیں پس مسلمان تو وہی ہوگا جسمیں اسلام کی باتیں بہت کثرت سے پائی جائیں جیسے میں نے مثال دی ہے کہ مالدار اسی کو کہتے ہیں جسکے پاس ہر قسم کا سامان ضرورت سے زیادہ ہو تو ہم کو اپنی حالت دیکھنی چاہئے کہ ہم کو دین سے کس درجہ بے پروائی ہو گئی ہے کہ نہ عقیدے درست کرنے کی پرواہ نہ عمل کرنے کی فکر نہ اپنے برتاؤ اچھے کرنے کا خیال نہ بری حالتوں پر رنج آجکل کی یہ حالت دیکھکر اسوقت یہ آیت پڑھی گئی ہے اور میں نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا کو اسلئے نقل کیا ہے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ یہ بات مدت سے طے ہو چکی ہے سو دیکھ لیجئے کہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا میں کن کن باتوں کو ایمان کیلئے ضروری کہا گیا ہے فرماتے ہیں کہ اے اللہ ہماری اولاد میں ایک رسول بھیجے جنکی صفت یہ ہو کہ اللہ کو گونکو آپ کے احکام سناویں اور اس رسول کی یہ شان ہو کہ ان کو خدا کی کتاب اور دین کی باتیں سکھاویں اور ان کو بری عادتوں سے پاک صاف کریں بیشک اے اللہ آپ قدرت والے ہیں اور حکمت والے ہیں کہ ہر کام حکمت کے موافق کرتے ہیں یعنی آپ کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے اور

ایسا رسول بھیجنے میں بھی مصلحت ہے تو آپ اسکو ضرور قبول فرماوینگے اس آیت کے
ترجمہ سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ رسول کی تین صفتیں اس آیت میں بیان کیگئی ہیں اور ان
رسول سے مراد ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام
اور اسمٰعیل علیہ السلام دونوں نے کی ہے اسلئے ضرورت ہی کہ یہ رسول ان دونوں کی
اولاد میں ہو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں اگرچہ اور بھی بہت نبی ہوئے
ہیں لیکن وہ حضرت ابراہیمؑ کے دوسرے صاحبزادے یعنی حضرت اسحٰق علیہ السلام کے
سلسلہ میں ہوئے ہیں حضرت اسمٰعیلؑ کے سلسلہ میں صرف ہمارے حضورؐ صلے اللہ علیہ
وسلم ہی ہیں کیونکہ حضرت ابراہیمؑ کی جو اولاد حضرت اسمٰعیلؑ کے سلسلہ سے ہوئی ہے
اوسمیں سوائے ہمارے حضورؐ کے اور کوئی رسول نہیں ہوا اسلئے اس دعا میں آپ
ہی مراد ہوئے اور رسول کے بھیجنے کی دعا اسوجہ سے کی کہ رسول کے واسطہ سے
دین اچھی طرح سیکھ سکتے ہیں ورنہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اسطرح دعا کرتے کہ اے اللہ
ان کو پاک کیجئے اور انکو کتاب دیجئے اور انکو قبول کیجئے مگر اس طرح دعا نہیں کی بلکہ
یوں کہا کہ اے اللہ ہماری اولاد میں ایک رسول بھیجے جنکی یہ صفت ہو کہ ان
لوگوں کو آپ کے احکام سُنادیں اور یہ شان ہو کہ انکو آپ کی کتاب سکہادیں اور
انکو پاک کریں تو رسول کے ذریعہ سے احکام کے سکہانیکی اور پاک کرنیکی دعا کی
اسیوجہ سے کہ بے رسول کے اچھی طرح دین کی باتیں نہیں سیکھ سکتے لیکن آجکل اکثر
عوام اور بعض سمجھدار لوگونکی بھی یہ حالت ہو گئی ہے کہ وہ نبیونکی سکہائی ہوئی بات
کی اتنی قدر نہیں کرتے جتنی کسی بزرگ کی سکہائی ہوئی بات کی قدر ہوتی ہے میرے
اوستاد مولانا فتح محمد صاحب کے پاس ایک شخص آیا اور اپنی تنگدستی اور قرضہ کو
بیان کیا اور کہا کہ کوئی دعا بتلا دیجئے کہ قرض ادا ہو جائے مولانا نے فرمایا کہ یہ پڑہا
کرو اللھم اکفنی بحلالک عن حرامک واغننی بفضلک عمن سواک اور یہ دعا
سکہلا کر ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ یہ دعا حدیث میں آئی ہے حدیث کا نام سُنکر اوس شخص کی
یہ کیفیت ہوئی جیسے سرد پڑ گیا اور کہنے لگا کہ حدیث میں تو بہت سی دعائیں ہیں۔

(باقی آئندہ)

جانور کو حلق سے ذبح کرنیکی حکمت

۱۔ جانور کو حلق سے اسلئے ذبح کیا جاتا ہے کہ مجمع خون کا دل اور جگر ہے اور خون کو اس جگہ سے نکالنے کا نزدیک تر یہی راہ ہے۔ اسواسطے طبیبوں کے یہاں مقرر ہے کہ اسجگہ کے مواد کو قے کرا کر نکالتے ہیں۔

۲۔ اگر جانور کے بدن کا لہو کسی اور طرف سے نکالا جاوے تو جانور دیر میں مرتا اور اسکو تکلیف بہت ہوتی ہے اور حلق سے ذبح کرنے سے جلدی مرجاتا ہے۔

۳۔ سانس کی آمد و رفت کا یہی راہ ہے اور سانس ممد روح ہے لہٰذا روح اور مرکب روح یعنی خون کو اسی راہ سے نکالنا مناسب ہے۔

۴۔ روح اور خون غذا سے پیدا ہوتے ہیں اور غذا اسی راہ سے جاتی ہے لہٰذا روح و خون کو جدا کرنے کی مناسب راہ یہی ہے۔

۱۷

وجہ حلت مچھلی و ٹڈی بغیر ذبح

۱۔ مچھلی اس وجہ سے ذبح نہیں کیجاتی کہ اسکے بدن کا اصلی مادہ پانی ہے اور پانی بالطبع پاک اور پاک کرنیوالا ہے پس جیسے کہ نجاست پانی میں اثر نہیں کرتی ایسا ہی آبی جانور کی روح جدا ہونے سے اسمیں نجاست اثر نہ کریگی اور حاجت ذبح کی نہ رہی اور ٹڈی اس سبب سے ذبح نہیں کیجاتی کہ وہ خون جاری نہیں رکھتی اور تعلق اسکی روح کا بدن سے بلا واسطہ خون کے مثل تعلق روح پہاڑ اور درخت اور دیگر جمادات کے ہے اور اسطرح کے تعلق کا جدا ہونا موجب نجاست نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس جدائی سے خون جذب نہیں ہوا۔ اور اس علت میں اگرچہ تمام دریائی جانور اور تمام حشرات الارض شریک ہیں مگر وہ بسبب ذاتی خباثت اور غذائے نجس و مضر ہونے کے حرام ہیں بخلاف مچھلی و ٹڈی کے کہ وہ ذاتی و عارضی خباثت سے پاک و سالم ہیں۔ اسیواسطے ان دونوں کے لئے خاص استثنار ہوا۔

چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں احلت لنا میتتان ودمان اما المیتتان الحوت

والجراد والدمان الکبد والطحال۔ ترجمہ یعنی ہمارے لئے دو میت اور دو خون حلال کئے گئے ہیں لیکن دو میتوں سے مراد تو مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خونوں سے مراد جگر اور تلی ہیں اور جگر اور تلی دو عضو ہیں مگر یہ دونوں خون کے مشابہ ہوتے ہیں۔ لہذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شبہ کو رفع کر دیا جو ان سے پیدا ہوتا تھا۔ نیز مچھلی میں مثل ٹڈی کے دم مسفوح یعنی خون روان نہیں ہوتا لہذا اسکے لئے بھی ذبح کرنا مشروع نہیں ہوا

شتر اور گاؤ اور گاؤمیش اور بھیڑ اور بکری اور دُنبہ کی حلت کیوجہ

(۱) یہ سارے جانور در اصل مزاج انسانی کے موافق اور ستھرے و معتدل المزاج ہوتے ہیں اسلئے حلال ٹھہرائے گئے ہیں اور ان جانوروں کو خدا تعالے نے بہیمۃ الانعام فرمایا ہے۔ اور اس توافق و اعتدال کے سبب دُنیا میں زیادہ تر انہیں جانوروں کا گوشت بنی آدم استعمال کرتے ہیں۔ فطرت انسانی اس امر کی مقتضی ہے کہ جیسا کہ بنی آدم کی خوراک کا کچھ حصہ نباتات سے ہوتا ہے ایسا ہی کچھ حصہ اسکا حیوانات سے ہو اور اسکی خوراک کیلئے حیوانات بھی وہ مقرر ہونے مناسب تھے۔ جو اسکے مزاج کے موافق ہوں۔ لہذا خدا تعالے نے ایسا ہی کیا۔

(۲) جبکہ انسان جامع جلال و جمال ہے تو اسکی خوراک میں جمال و جلال دونوں کا ہونا مناسب تھا لہذا انسان کی خوراک کے لئے وہ جانور مقرر ہوئے جنمیں جمال و جلال ہر دو صفات موجود ہیں۔

ہرن گورخر خرگوش شترمرغ کی حلت کیوجہ

وہ جانور جو جنگل میں رہتے ہیں اور بہیمۃ الانعام کے مشابہ ہیں وہ سب حلال ہیں کیونکہ ان میں بہیمۃ الانعام کے پاک و ستھرے اوصاف موجود ہیں اور وہ مزاج انسانی کے موافق و مطابق ہیں مثلاً ہرن گورخر شترمرغ وغیرہ۔ ایک دفعہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو کسی شخص نے بطور ہدیہ کے گورخر کا گوشت بھیجا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اسکو قبول فرما کر تناول فرمایا۔

وجہ حلت مرغ و مرغابی و بط و کنجشک و کبوتر و مانند آن

ان پرندوں کا گوشت مزاج انسانی کے موافق و مفید ہی لہذا حلال ٹھیرے۔

بہشت میں حلت شراب کی وجہ

سوال شراب جو دنیا میں ممنوعات اور محرمات سے ہے وہ کیونکر بہشت میں روا ہو جائیگی۔

جواب (۱) خدا تعالے فرماتا ہے کہ بہشتی شراب کو اس دنیا کی فساد انگیز شرابوں سے کچھ مناسبت نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں بہشتی شراب کی صفت یوں فرمائی ہے و سقٰھم ربھم شرابا طھورا ۱؎۔ ترجمہ یعنی جو لوگ بہشت میں داخل ہونگے انکا خدا انکو پاک شراب طہور پلائیگا جو خود بھی پاک ہوگی اور دل کو کامل طور پر پاک کردیگی اور بہشتی شراب کے متعلق یہ بھی فرمایا ہے وکاس من معین لا یصدعون عنھا ولا ینزفون الی قولہ تعالے لا یسمعون فیھا لغوا ولا تاثیما الا قیلا سلاما سلاما ترجمہ کا حاصل یہ ہے کہ وہ شراب صافی کے پیالے جو آب زلال کی طرح مصفی ہونگے بہشتیونکو دیئے جائینگے وہ شراب ان سب عیبوں سے پاک ہوگی کہ درد سر پیدا کرے یا بیہوشی اور بدمستی اس سے طاری ہو اور بہشت میں کوئی لغو اور بیہودہ بات سننے میں نہیں آئیگی اور نہ کوئی گناہ کی بات سنی جائیگی بلکہ ہر طرف سلام سلام جو رحمت اور محبت کی نشانی ہے سننے میں آئیگا شرح اسکی یہ ہے کہ شراب میں دو باتیں ہوتی ہیں ایک نشہ دوسرا سرور اور ان دونوں میں باہم تضاد ہے نشہ بیہوشی کا نام ہے اور بیہوشی میں نہ رنج ہوتا ہے نہ راحت نہ غم نہ خوشی اس صورت میں ان دونوں کا اجتماع ایسا ہوگا جیسا کہ تمام مرکبات عنصریات میں گرمی و سردی کا اجتماع ہوتا ہی مگر جیسے پانی و جبکہ گرمی سردی باہم متضاد ہیں ایک شے کی تاثیر یہ دونوں نہیں ہوسکتیں اور اس وجہ سے پانی اور آگ کا اقرار کرنا پڑتا ہے

ایسے ہی بوجہ مذکور نشہ اور سرور شئے واحد کا اثر تو ہو ہی نہیں سکتے خواہ مخواہ یہی کہنا پڑیگا۔
کہ نشہ کسی اور چیز کی خاصیت ہے اور سرور کسی اور چیز کی خاصیت اگر شراب میں وہ چیز نہ رہے
جسکی خاصیت نشہ ہے بلکہ قدرت الہی کی چھلنی سے چھانکر اسکو جدا کر دیں تو پھر اس صورت
میں شراب فقط لذت اور سرور ہی رہجائیگا اور بیشک ہر عاقل کے نزدیک وہ شراب حلال ہوگی
غرض یہ ہے کہ علت حرمت شراب کی تمام عقلاء اور قائلان حرمت کے نزدیک یہی نشہ ہے
اور اہل اسلام اسکی حرمت کے جبھی قائل ہیں جبتک اسمیں نشہ ہو اگر شراب سرکہ نبجائے
اور نشہ نہ رہے تو وہ پھر اسکے پینے میں تامل نہیں کرتے ادہر قرآن وحدیث وفقہ میں بھی
یہی وجہ مذکور ہے۔ بالجملہ وجہ حرمت وہ نشہ ہے اور چونکہ وہ ایک جدی چیز کے ساتھ قائم
ہے اور اسوجہ سے اسکا جدا ہونا ممکن تو درصورت جدائی فقط مادہ سرور ہی شراب میں باقی
رہجائیگا اور ظاہر ہے کہ شراب کو جو کوئی پیتا ہے وہ بوجہ سرور پیتا ہے بوجہ بیہوشی نہیں پیتا
سو کلام اللہ میں لذت کا ثبوت ہے جو مایہ سرور ہے اور نشہ کی نفی ہے جو وجہ ممانعت تھی
چنانچہ لفظ لا لغو فیہا ولا تاثیم اسپہ شاہد ہے پھر دنیا میں نشہ کی چیزوں کی اسی وجہ سے
ممانعت تھی کہ نشہ کے وقت احکام خداوندی ادا نہیں ہو سکتے سو یہ اندیشہ زندگانی دنیا
تک ہی ہے بعد مرگ تمام احکام ساقط ہو جاتے ہیں۔ بہشت میں ہر کوئی فرائض وواجبات
وغیرہ سے فارغ البال ہوگا۔ وہاں اگر شراب حلال ہو جائے تو کیا حرج ہے۔

برتن میں مکھی پڑنے سے اسکو اسمیں غوطہ دیکر نکالنے کیوجہ

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اذا وقع الذباب فی اناء احدکم فلیغمسہ
ثم لیطرحہ فان فی احد جناحیہ شفاء وفی الاخر داء۔ ترجمہ جبکہ تمہارے کسی
برتن میں مکھی گر پڑے تو مکھی کو اوسمیں ڈوبا کر پھر اوسکو پھینکدو کیونکہ اسکے ایک پر میں
شفا اور دوسرے میں بیماری ہے۔

اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ مکھی اس پر کو مقدم کرتی ہے جسمیں بیماری
ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے حیوان کے اندر اس کی طبیعت کو

تدبیر بدن کے لئے پیدا کیا ہے وہ طبیعت اکثر اوقات مواد موذیہ کو جو جزو بدن ہونے کی قابلیت نہیں رکھتے اعماق بدن سے اطراف کی طرف دور کردیتی ہے یہی وجہ ہے کہ اطبار جانوروں کی دم کھانے سے منع کرتے ہیں اور مکھی اکثر اوقات خراب غذا جو جزو بدن ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی کھاتی رہتی ہے اور اسکی طبیعت اسی مادہ فاسد کو اسکے عضو خسیس یعنی پر کی طرف پھینکتی رہتی ہے۔ اور خدا کی یہ حکمت ہے کہ جس چیز میں زہر رکھا ہے تو اس میں تریاقیہ مادہ بھی رکھا ہے۔ الغرض ہر جانور کے زہر کا تریاق اسی جانور کے بدن میں خدا تعالےٰ نے رکھا ہے۔ چنانچہ سانپ کے زہر کا تریاق سانپ کے سر میں ہوتا ہے ایسا ہی اور جانوروں کا ہوتا ہے ورنہ اگر جانوروں میں زہر تو ہو مگر ان میں تریاقی مادہ نہ ہو تو کوئی جانور زندہ نہ رہ سکے۔

پانی اور برتن میں سانس لینا و پھونکنا منع ہونے کی وجہ

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اذا شرب احدکم فلا یتنفس فی الاناء فاذا اراد ان یعود فلینح الاناء ثم لیعد ان کان یرید۔ ۲۱

یعنی حضرت ابی ہریرہؓ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے راوی ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص پانی پینے لگے تو برتن میں سانس نہ لیوے اور پھر جب سانس لینا چاہے تو برتن کو منہ سے ہٹا لیوے اور پھر جب پینے کا ارادہ کرے تو برتن منہ سے لگاوے۔ دوسری حدیث میں ابن عباسؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے راوی ہیں لم یکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ینفخ فی الشراب۔ یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پانی میں نہ پھونکتے تھے اور ایسا ہی ایک اور حدیث میں حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں نھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ان ینفخ فی الاناء۔ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برتن میں پھونکنے سے منع فرمایا ہے (ابن ماجہ)

سانس کا پانی میں لینا یا پانی میں پھونکنا اسلئے منع ہوا کہ سانس تمام گندے بخارات لیکر باہر آتا ہے اور پانی میں سانس لیا جاوے یا پانی میں پھونکا جاوے تو ان متعفنہ

بخارات سے پانی متاثر ہو جاتا ہے جو اندر سے باہر آتے ہیں اور اسطرح سے وہی بخارات اندر چلے جاتے ہیں جنسے حدوث امراض کا خطرہ ہے۔

انسان کے اندر آمد و رفت سانس کی گویا ایک مشین ہے جس کے ذریعہ سے گندی اور متعفن مادے ہر دم باہر نکلتے ہیں اور تازہ ہوا اسکے اندر آتی رہتی ہے اور اسکے ذریعہ سے انسان کی صحت قائم رہتی ہے۔

الغرض اندر کے گندے اور متعفن بخارات اور مادے جو سانس کے ذریعہ سے باہر آتے ہیں انکو کھانے پینے والی چیزوں میں سانس کے ذریعہ سے ڈالنا ممنوع ہوا کہ اس سے امراض پیدا ہوتے ہیں۔

انسان کے لئے گوشت کھانا کیوں جائز ہوا

انسان کو مثل شیر و چیتا و بھیڑیا وغیرہ کچلیوں کا عطا ہونا اس جانب مشیر ہے کہ اسکی غذا اصلی گوشت ہے اور اہل عقل کے نزدیک یہ بات کم از اجازت نہیں اور ظاہر ہے کہ انسان کو جتنی چیزیں دیگئی ہیں۔ کسی نہ کسی کام کے لئے دیگئی ہیں آنکھ۔ کان جیسے دیکھنے سننے کیلئے ہیں اسلئے ان سے صاف عیاں ہے کہ یہ دیکھنے سننے کی اجازت ہے ایسے ہی کچلیونکو بھی خیال فرما لیجئے ہاں یہ بات مسلم ہے کہ سارے حیوانات یکساں نہیں ہر کسی کے گوشت میں جدا تاثیر ہے۔ لہذا جس جانور کا گوشت مفید ہوگا وہی جائز ہوگا۔ جس جانور کا گوشت مضر ہوگا بقدر ضرورت ناجائز ہوگا۔ کیونکہ خداوند کریم کے امر و نہی و اجازت و ممانعت آدمی کے نفع و نقصان کے لحاظ سے ہے۔ اپنے نفع و نقصان کے لحاظ سے نہیں اسلئے سور اور شیر وغیرہ درندے بوجہ بد اخلاقی کے قابل ممانعت ہوگئے اور انکا کھانا انسان پر حرام ہوگیا۔ تاکہ انکے کھانے سے مزاج میں بد خلقی نہ پیدا ہو جائے۔ کیونکہ جیسے گرم غذا سے گرمی اور سرد سے سردی پیدا ہوتی ہے ایسے ہی حیوانات کے کھانیسے انکے مزاج کے موافق انسان میں اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔

۲۲

گوشت اور ترکاریان کھانیسے انسان کے رُوحانی اخلاق کیسے پیدا ہوتے ہیں

ہم قبل ازین لکھ چکے ہیں اور اس بات کو دوبارہ یاد دلاتے ہیں کہ غذا کا اثر جسم پر ویسا ہی ہوتا ہے جیسا غذا کا مزاج ہو گرم غذا سے گرمی اور سرد سے سردی کا پیدا ہونا مسلم ہے۔ اسیطرح حیوانات کے کھانیسے انسانی اوصاف کا تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ مدام بقول و غلہ جات کے کھانیسے انسان میں نرمی و حلم و رحم کے اوصاف پیدا ہوتے ہیں اور گوشت کھانے سے اسمیں شجاعت و جسارت و قوت غضبیہ کو تحریک ہوتی ہے چونکہ انسان جامع جلال جمال ہے لہذا اسکے لئے بقول اور گوشت دونوں قسم کی غذائیں حلال ہوئیں اگر انسان سے قوت غضبیہ بالکل مفقود ہو جائے تو انسانی صفت سے محروم رہجائے اور اسکے بہت سے امور خلل پذیر ہو جائیں کہیں گرمی کی ضرورت ہوتی ہے اور کہیں سردی کی حاجت کبھی تلخ ادویہ مفید ہوتی ہیں اور گاہے شیرین سے حاجت بر آری ہوتی ہے جہان تلخ ادویہ کے ساتھ معالجہ کرنا ہو وہاں شیرین اشیار کا استعمال کرنا سراسر نقصان دہ غیر مفید ہوگا کبھی غصے و غضب سے ہی کام نکلتا ہے اور نرمی سے بگڑتا ہے اور گاہے نرمی و رفق و حلم سے معاملہ سنورتا اور غصہ و غضب سے خراب ہوتا ہے اسیطرح اغذیہ کو سمجھ لو اور مرچ جیسی تیز اور نیم جیسی تلخ اشیاء اور قند جیسی شیرین چیزوں کا انسان کیلئے پیدا ہونا اس جانب مشیر ہے کہ انسان کو مدام ایک ہی چیز کا استعمال کرنا مضر ہے گاہے تلخ اور گاہے شیرین گاہے غلہ و میوہ جات و سبزی اور گاہے گوشت گاہے رحم اور گاہے غضب کا برتاؤ کرے اور اسی طریق سے عدالت قائم ہو سکتی ہے۔

۲۳

انسان میں قوت غضبیہ و حلم وغیرہ کی حکمت

انسان کی فطرت پر نظر کرکے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو مختلف قوے اس غرض سے

دیئے گئے ہیں کہ تا وہ مختلف وقتوں میں حسب تقاضائے محل اور موقع قویٰ کو استعمال کرے مثلاً انسان میں منجملہ اور خلقوں کے ایک خلق بکری کی فطرت سے مشابہ ہے اور دوسرا خلق شیر کی صفت سے مشابہت رکھتا ہے۔ پس خدا تعالےٰ انسان سے یہ چاہتا ہے کہ وہ بکری بننے کے محل میں بکری بنجائے اور شیر بننے کے محل میں وہ شیر بنجائے اور خدا تعالےٰ ہرگز نہیں چاہتا کہ وہ ہر وقت ہر محل میں بکری ہی بنا رہے اور نہ یہ کہ ہر جگہ وہ شیر ہی بنا رہے اور جیسا کہ وہ یہ نہیں چاہتا کہ ہر وقت انسان سوتا ہی رہے یا ہر وقت جاگتا ہی رہے یا ہر دم کھاتا ہی رہے یا ہمیشہ کھانے سے منہ بند رکھے اسیطرح وہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ انسان اپنی اندرونی قوتوں میں سے صرف ایک قوت پر زور ڈالدے اور دوسری قوتیں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے اسکو ملی ہیں انکو لغو سمجھے اگر خدا نے انسان میں ایک قوت حلم اور نرمی اور درگذر اور صبر کی رکھی ہے تو اسی خدا نے اسمیں ایک قوت غضب اور خواہش انتقام کی بھی رکھی ہے پس کیا مناسب ہے کہ ایک خداداد قوت کو تو حد سے زیادہ استعمال کیا جائے اور دوسری قوت کو اپنے میں سے کاٹ کر پھینکدیا جائے اس سے تو خدا پر اعتراض آتا ہے۔ گویا اسنے بعض قوتیں انسان کو ایسی دی ہیں جو استعمال کے لائق نہیں کیونکہ یہ مختلف قوتیں اسی نے تو انسان میں پیدا کی ہیں پس یاد رہے۔ کہ انسان میں کوئی بھی قوت بُری نہیں ہے بلکہ انکی بد استعمالی بُری ہے۔ قرآن شریف

میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفی و اصلح فاجرہ علی اللہ یعنی اگر کوئی تمہیں دکھ پہونچاوے مثلاً دانت توڑدے یا آنکھ پھوڑدے تو اسکی سزا اسیقدر بدی ہے جو اس نے کی لیکن اگر تم ایسی صورت میں گناہ معاف کردو کہ اس معافی کا کوئی نیک نتیجہ پیدا ہو اور اس سے کوئی اصلاح ہو سکے۔ یعنی مثلاً مجرم آئندہ اس عادت سے باز آجائے تو اس صورت میں معاف کرنا ہی بہتر ہے اور اس معاف کرنے کا خدا سے اجر ملیگا۔

اس آیت میں دونوں پہلوؤں کی رعایت رکھی گئی ہے اور عفو اور انتقام کو مصلحت وقت سے وابستہ کردیا گیا ہے سو یہی حکیمانہ مسلک ہے جسپر نظام عالم کا چل رہا ہے۔ رعایت محل اور وقت سے گرم اور سرد دونوں کا استعمال کرنا ہی عقلمندی ہے جیسا کہ تم

(باقی آئندہ)

۲۴

اژدہاے چون ستون خانۂ ۔ مے کشیدش از پے دانگانہ

کاژدہاے مردہ آوردہ ام ۔ در شکارش من جگرہا خوردہ ام

او ہمے مردہ گمان بردش ولیک ۔ زندہ بود و او ندیدش نیک نیک

او ز سرماہا و برف افسردہ بود ۔ زندہ بود و بالشکل مُردہ بود

عالم افسردہ است و نام او جماد ۔ جامد افسردہ بود اے اوستاد

باش تا خورشید حشر آید عیان ۔ تا بہ بینی جنبش جسم جہان ۱۱۳

چون عصاے موسیٰ اینجا مار شد ۔ عقل را از ساکنان اخبار شد

پارۂ خاک ترا چون زندہ ساخت ۔ خاکہا را جملگی باید شناخت

مُردہ زین سویند و زان سو زندہ اند ۔ خامش اینجا و انطرف گویندہ اند

چون ازان سوشان فرستد سوے ما ۔ آن عصا گردد سوئے ما اژدہا

کوہہا ہم لحن داؤدی شود ۔ جوہر آہن بکف مومی بود

باد حمّال سلیمانے شود بحر با موسےٰ سخندانے شود

ماہ با احمد اشارت بین شود نار ابراہیم را نسرین شود

خاک قارون را چو مارے درکشد استن حنّانہ آید در رشد

سنگ احمد را سلامے می کند کوہ یحییٰ را پیامے می کند

جملۂ ذرات عالم در نہان با تو مے گویند روزان و شبان

۱۱۴ ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم با شما نامحرمان ما خامشیم

چون شما سوئے جمادے می روید محرم جان جمادان چون شوید

از جمادے عالم جان ہا روید غلغل اجزائے عالم بشنوید

فاش تسبیح جمادات آیدت وسوسہ تاویلہا بربایدت

چون ندارد جان تو قندیلہا بہر بینش کردۂ تاویلہا

دعوے دیدن خیال عار بود بلکہ مر بینندہ را دیدار بود

که غرض تسبیح ظاہر کے بود — دعوئے دیدن خیال و غے بود

بلکه ہر بیننده را دیدار آن — وقت عبرت مے کند تسبیح خوان

پس چو از تسبیح یادت مے دہد — آن دلالت ہمچو گفتن می بود

این بود تاویل اہل اعتزال — وای آنکس کو ندارد نور حال

چون ز حس بیرون نیامد آدمی — باشد از تصویر غیبے اعجمے

این سخن پایان ندارد مارگیر — مے کشید آن مار را باصد زحیر ۱۱۵

تا به بغداد آمد آن ہنگامه خواه — تا نہد ہنگامۂ بر چار راه

بر لب شط مرد ہنگامه نہاد — غلغله در شہر بغداد اوفتاد

مارگیرے اژدہا آورده است — بوالعجب نادر شکارے کرده است

جمع آمد صد ہزاران خام ریش — صید او شد ہر یک آنجا از خریش

منتظر ایشان و او ہم منتظر — تا که جمع آیند خلق منتشر

هر دمِ هنگامہ افزون تر شود گدیہ و توزیع نیکوتر رود

جمع آمد صد ہزاران ژاژخا حلقہ کردہ پشت پا بر پشت پا

حلقہ گرد او چو رز گرد عریش ہمچنان کہ بُت پرستان بر کنیش

مرد زا از زن خبر نے ز ازدحام رفتہ درہم چون قیامت خاص و عام

چون ہمی حراقہ جنبانید او می کشیدند اہل ہنگامہ گلو

۱۱۶ اژدہا کز زمہریر افسردہ بود زیر صد گونہ پلاس و پردہ بود

بستہ بودش با رسنہائے غلیظ احتیاطے کردہ بودش آن حفیظ

در درنگ و اتفاق و انتظار وز ہیاہوی و فغان بے شمار

وز غلو خلق و مکث و طمطراق تافت بر آن مار خورشید عراق

آفتاب گرم سیرش گرم کرد رفت از اعضائے او اخلاط سرد

مُردہ بود و زندہ گشت او از شگفت اژدہا بر خویش جنبیدن گرفت

خلق را از جنبش آن مرده مار / گشتشان آن یک تحیر صد ہزار

با تحیر نعرہ ہا انگیختند / جملگان از جنبشش بگریختند

مے شکست او بند زان بانگ بلند / ہر طرف میرفت چاقاچاق بند

بندہا بگسست و بیرون شد ز زیر / اژدہائے زشت غران ہمچو شیر

در ہزیمت بس خلائق کشتہ شد / از فتادہ و کشتگان صد پشتہ شد

مارگیر از ترس بر جا خشک گشت / کہ چہ آوردم من از کہسار و دشت ۱۱۷

گرگ را بیدار کرد آن کور میش / رفت نادان سوئے عزرائیل خویش

اژدہا یک لقمہ کرد آن گیج را / سہل باشد خون خوری حجاج را

خویش را بر استنے پیچید و بست / استخوان خوردہ را درہم شکست

شہر خالی گشت و اژدرہا براند / سوئے کہ گرد از بیابان برفشاند

نفست اژدرہاست او کی مردہ است / از غم بے آلتے افسردہ است

گر بیابد آلت فرعون او | کہ بامر او ہمی رفت آب جو

انگہ او بنیاد فرعونی کند | راہ صد موسیٰ و صد ہارون زند

کرمکست این اژدہا از دست فقر | پشۂ گردد ز جاہ و مال قصر

اژدہا را دار در برف فراق | ہین مکش او را بخورشید عراق

تا فسردہ مے بود آن اژدہاست | لقمۂ او ئی چو او یابد نجات

۱۱۸ مات کن او را و ایمن شو ز مات | رحم کم کن نیست او ز اہل صلات

کان تف خورشید شہوت سر زند | آن خفاش مردہ ریگت پر زند

می کشانش در جہاد و در قتال | مردوار اللہ یجزیک الوصال

چونکہ آن مرد اژدہا را آورید | در ہوائے گرم خوش شد آن مرید

لاجرم آن فتنہ ہا کرد اے عزیز | بلکہ صد چندانکہ ما گفتیم نیز

تو طمع داری کہ او را بے جفا | بستہ داری در وقار و در وفا

ہر خسے را این تمنا کے رسد	موسئے باید کہ اژدرہا کشد
صد ہزاران خلق ز اژدرہا ئے او	در ہزیمت کشتہ شد لے وائے او
وز طمع ہم خویش را بر باد داد	گفتہ شد واللہ اعلم بالسداد

ایک سپیرا پہاڑوں میں اس غرض سے گیا کہ اپنے منتروں کے ذریعہ سے کوئی سانپ پکڑے اتنا فرماکر دوسرے مضمون کی طرف انتقال فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ طالب کسی قسم کا ہو خواہ سست رفتار ہو یا تیز رفتار لیکن جب کوشش کرتا رہتا ہے تو مطلوب اسکو مل ہی جاتا ہے۔ جب یہ اصول معلوم ہو گیا تو تم کو چاہیئے کہ ہمہ تن اور ہمیشہ حق سبحانہ کی طلب میں سرگرم رہو اسلئے کہ طلب اور جستجو راہ حق کا عمدہ رہبر ہے چنانچہ کوئی صاحب فرماتے ہیں۔ شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے در کار نیست۔ تم خواہ لنگڑے ہو یا لنجے کاہل ہو یا نقصان عقل کے سبب بے ادب۔ غرض کیسے ہی ہو تم کو اس راہ میں گھٹنوں کے بل چلنا چاہیئے۔ اور حق سبحانہ کو ڈھونڈھنا چاہیئے کبھی گفتار سے کبھی خاموشی سے کبھی تاڑنے سے غرض جسطرح ممکن ہو حق سبحانہ کا پتہ لگانا چاہیئے۔ دیکھو یعقوب علیہ السلام نے اپنے صاحبزادوں سے کہا تھا کہ یوسف کی تلاش میں حد سے زیادہ کوشش کرو اور اس تلاش میں نہایت مستعدی کے ساتھ ہر حس سے کام لو۔ آنکھ سے بھی زبان سے بھی کان سے بھی وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ بھی فرمایا تھا کہ دیکھو رحمت خدا سے نا اُمید نہ ہونا ؎

تجھے فضل کرتے نہیں لگتی بار ✤ نہ ہو تجھ سے مایوس اُمیدوار

پس تم حضرت یعقوب علیہ السلام کی اس وصیت کو دستاویز بناؤ اور حضرت حق کو یوں ہر طرف ڈھونڈھو جسطرح کسیکا لڑکا گم ہو جاتا ہے تو وہ ڈھونڈھتا ہے تم حس دہن یعنی قوت تکلم سے بھی کام لو۔ اور جس شخص پر گمان ہو کہ وہ جانتا ہے اوس سے دریافت کرو۔ اور دیدار

۱۱۹

محبوب حقیقی کے جان و دل سے طالب ہو اور مژدہ نشان یابی مطلوب کی امید پر پوچھتے پوچھتے جان دیدہ اور مطلوب کے چوراہے پر کھڑے ہو کر خوب کان لگا دینی جب تمہارے سامنے مختلف رستے ہوں تو اٹکل پچو ایک طرف کو نہ چلدو بلکہ خوب غور کرو جس طرف اس حقیقت کے آثار معلوم ہوں جس سے کہ تم روز ازل سے واقف ہو اسطرف چلدو اب کچھ اتے پتے ہم تم کو بتلاتے ہیں غور سے سنو جس کسی کے اندر کوئی عمدہ بات دیکھو تو سمجھو کہ وہ تم کو اپنے سرچشمہ کی رہنمائی کرتی اور تم کو حق سبحانہ کا پتہ دیتی ہے کیونکہ جملہ کمالات حق سبحانہ ہی کے کمالات کے ظلال و عکوس ہیں اور حق سبحانہ ان کاموں کا یوں ہی سرچشمہ ہے جسطرح کہ ندیوں کا سرچشمہ گہرا سمندر ہوتا ہے۔ پس اس صورت میں تم کو فروع کو چھوڑ کر اصل کو مطمح نظر بنانا چاہیئے۔ جب یہ معلوم ہو گیا کہ خوبیاں مطلوب کی طرف رہنمائی کرتی ہیں تو اب سنو کہ برائیاں بھی رہنمائے مطلوب ہیں اسلئے کہ مخلوق میں جسقدر برائیاں ہیں سب کا انجام کوئی نہ کوئی خوبی ہے اور یہ سامان بے سروسامانی کسی عمدہ حالت کا پیش خیمہ ہے مثلاً مخلوق کے غصے کسی نہ کسی شفقت کے لئے ہوتے ہیں خواہ اسطرح کہ ان سے مقصود ہی نفع رسانی ہو اور خواہ اسطرح کہ انکی برائی سے شفقت کی خوبی معلوم ہو اور آدمی غصہ کو چھوڑ کر شفقت اختیار کریں اور خواہ یوں کہ مخلوق کا بیجا غصہ رحمت خداوندی کا باعث ہوتا ہے اور اسکے سبب سے مظلوم پر رحمت ہوتی ہے اور خواہ اسلئے کہ آدمی مخلوق کے غصوں سے تنگ ہو کر حق سبحانہ سے دل لگاتا ہے پس ثابت ہوا کہ غصہ کا انجام محبت ہے اور مخلوق کی جفا میں امید وفا جھلکتی ہے۔ نیز مخلوق کی جتنی لڑائیاں ہیں سب کا انجام صلح ہے خواہ یوں کہ لڑائی ختم ہو کر صلح ہو جاوے اور یا یوں کہ اس سے مطلوب حاصل ہو جائے جو کہ مطلوب کے ساتھ صلح ہے اور یا اس طرح کہ مخلوق کی لڑائیوں سے پریشان ہو کر حق سبحانہ کے ساتھ تعلق پیدا کرلے جو کہ حق سبحانہ کے ساتھ صلح ہے۔ علی ہذا تکلیف کا انجام ہمیشہ راحت ہوتا ہے۔ خواہ تکلیف اٹھانے والے کیلئے ہو پھر خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں اور خواہ دوسروں کیلئے ہو۔ جیسے کہ کفار کی تکلیف مومنین کی راحت کا سبب ہے کہ انکو اپنے آپ کو اس تکلیف سے محفوظ دیکھکر خوشی ہوتی ہے یوں ہی ہر گلہ شکر سے مبنی ہے۔ کیونکہ گلہ کا منشا تکلیف ہے۔ ۱۲۰

(باقی آئندہ)

اور ہمیشہ لطائف الحیل سے پیچھا چھوڑا یا چنانچہ اسپر ایک قصہ سُناتا ہوں یہ قصہ میں نے
مولوی عبد القیوم صاحب مولانا گنگوہی صاحب اور دوسرے بہت سے اشخاص سے
سُنا ہے وہ قصہ یہ ہے کہ قطب صاحب کا ایک مجاور دہلی میں آیا اور علماء کے پاس
گیا وہ جس عالم کے پاس جاتا اوس سے یہ کہتا کہ مجھ سے قطب صاحب نے فرمایا ہے
کہ تم فلاں کے پاس جاؤ اور انکو ایک ٹکہ دو اور کلاوہ انکے سر پر باندھ آؤ ہندا میں تعمیل
حکم کے لئے آیا ہوں اور یہ کہکر وہ ٹکہ پیش کرتا اور وہ کلاوہ باندھ دیتا اور کچھ نذرانہ لیکر
چلتا ہوتا۔ یہ شخص شاہ صاحب کے پاس بھی آیا اور آکر ان سے بھی یہ ہی کہا مگر شاہ صاحب
نے حکمت علمی سے کام لیا اور فرمایا کہ کہدو اسوقت مجھے وضو نہیں ہے اس نے وہ کلاوہ
اور ٹکہ رکھدیا اور منتظر ہوا کہ شاہ صاحب کچھ دینگے مگر شاہ صاحب نے کچھ نہ دیا جب
اس نے دیکھا کہ یہ کچھ نہیں دیتے تو اس نے کہا کہ حضرت مجھے کچھ تبرک ملجاوے شاہ
صاحب نے فرمایا کہ آپ قطب صاحب کے فرستادہ تھے آپ نے تعمیل حکم کر دی
جب قطب صاحب مجھے حکم دینگے میں بھی خدمت میں پیش کر دونگا وہ مجبوراً رخصت ہوگیا
اب ایک اور قصہ سنئے اس زمانہ میں ایک صاحب مولوی نصیر الدین صاحب تھے جو
مدنی الاصل قوم کے سید اور شاہ صاحب کے شاگرد تھے یہ صاحب خانم کے بازار
میں رہتے تھے اور نہایت خوش بیان اور ذہین عالم تھے ایک مرتبہ یہ صاحب اور
شاہ صاحب چاندنی چوک گئے شاہ صاحب چونکہ نابینا تھے اس لئے انکے کندھے پر
ہاتھ رکھے ہوئے تھے وہاں پہونچکر شاہ صاحب کو معلوم ہوا کہ ایک شور مچ رہا ہے
انھوں نے مولوی نصیر الدین صاحب سے فرمایا کہ جاکر دیکھو کہ کیا شور ہے وہ گئے اور
واپس آکر شاہ صاحب سے کہدیا کہ حضرت کوئی بات نہیں یوں ہی بیہودہ شور ہے۔
شاہ صاحب نے فرمایا کہ علم شی بہ از جہل شی تم جاکر اس شور کا اصل منشا معلوم کرو
جب شاہ صاحب نے اصرار فرمایا تو انھوں نے مجبوراً عرض کیا کہ حضرت ایک فقیر بیٹھا
ہوا ہے اور اپنے اعضاء تناسل کو تانے ہوئے اور اس میں ڈورا باندھے ہوتے ہی
اور یہ کہہ رہا ہے کہ نعوذ باللہ یہ الف ہے اللہ کا شاہ صاحب نے فرمایا کہ جاؤ اور اسکی

٤٥

کمر میں اتنی زور سے لات مارو کہ وہ گر پڑے اور کہو او بے وحدت خود منڈے کیا بکتا ہے
(خود منڈے بے پیر سے خود رو) الف خالی ہوتا ہے اور اسکے نیچے دو نقطے ہیں چنانچہ
مولوی نصیر الدین صاحب نے ایسا ہی کیا اور اسکا اثر یہ ہوا کہ اس فقیر کے پیچھے تالی
بج گئی اور وہ نہایت خفیف ہو کر چلدیا غرض ان حکمتوں سے شاہ صاحب نے باطل کو شکست
دی ہے ایک اور قصہ سُنو اس زمانہ میں بردین صوفیوں کا ایک فرقہ امام شاہی تھا جو
چار ابرو کا صفایا کرتا تھا اور بیہودہ باتیں کیا کرتا اس فرقہ کا موجد ایک شخص امام شاہ تھا۔
اور یہ فرقہ شکار پور سے نکلا تہا چونکہ امام شاہ کی قبر ایک باغیچہ میں تھی اسلئے اسکے سلسلہ
والے اپنا نام باغ کی مناسبت سے رکھتے تھے اور کسیکا نام گلاب شاہ تہا کسی کا
چنبیلی شاہ کسیکا بہار شاہ وغیرہ وغیرہ جب ہندوستان میں انگریزی حکومت ہوئی تو
فوجیونکی بہت قدر تھی اور رسالداروں وغیرہ کی بڑی بڑی تنخواہیں ہوتی تھیں اور اختیارات
بھی وسیع ہوتے تھے اس زمانہ میں ایک شخص نسیم خاں نام شاہ جہانپور کے رہنے والے
تھے جو بہت خوبصورت اور تنومند تھے اور شاعر بھی تھے چنانچہ نواب مصطفٰے خاں شیفتہ
نے انکے حالات اپنے تذکرہ میں لکھے ہیں یہ نسیم خان انگریزی فوج میں رسالدار تھے
اور رخصت لیکر شاہجہانپور کو جارہے تھے راستہ میں شکار پور میں قیام کیا۔ جس
سرائے میں یہ مقیم تھے اسکے سامنے ایک باغ تھا جس میں امام شاہ مدفون تھا۔
اتفاق سے نسیم خاں ٹہلنے کو نکلے اور اس باغ میں پہونچ گئے اس باغ میں ایک
مکان تھا جسمیں امام شاہ کا سجادہ نشین رہتا تھا اور اس مکان کو اس زمانہ کے محاورہ
کے مطابق منڈف (یعنی کُٹی) کہا جاتا تھا اس زمانہ میں جو سجادہ نشین اس مکان میں
رہتا تھا اسکا نام گلزار شاہ تھا نسیم خاں ٹہلتے ٹہلتے جب اس مکان کے قریب
پہونچے تو گلزار شاہ کو انکے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی اور اس نے اندر سے آواز دی
کون ہے چونکہ انکا نام نسیم خان تھا اور اس زمانہ میں یہ عادت تھی کہ اپنا پورا نام نہ
لیتے تھے اس لیئے انھوں نے جواب دیا کہ نسیم گلزار شاہ نے اندر سے کہا کہ نسیم ہی
تو گلزار سے نہ جائیگی۔ یہ سنتے ہی نسیم خاں پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ گلزار شاہ کے مرید

۷۸

ہو گئے اور چار ابرو کا صفایا کر کے فقیری اختیار کر لی اور اپنے ہمراہیونکو بلا کر ان سے کہدیا کہ یہ جسقدر ساز و سامان ہے اسکا تم کو اختیار ہے چاہے تم میرے گھر دیدینا اور چاہے تم خود رکھ لینا مجھے نہ اب گھر بار سے کوئی تعلق ہے اور نہ تم سے کچھ سروکار ہے تم سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے جاؤ میں تو یہاں رہونگا اور بیوی کو طلاق لکھکر اور اسپر گواہیاں کرا کر انکے حوالہ کر دی اور کہدیا کہ یہ طلاق نامہ میری بیوی کے پاس پہونچا دینا الغرض انکے ہمراہی روانہ ہو گئے اور وہ گلزار شاہ کے پاس رہ پڑے گلزار شاہ کا یہ تصرف چونکہ ایک عجیب تصرف تھا اسلیئے عوام پر اسکا بہت اثر ہوا اور امام شاہی سلسلہ کو بہت ترقی ہو گئی تھوڑے دنوں کے بعد گلزار شاہ کا انتقال ہو گیا اور اسکی جگہ نسیم خاں سجادہ نشین ہو گئے اور انکی طرف بہت کچھ رجوعات ہوئی کچھ زمانے کے بعد انھوں نے سیر کی غرض سے دلی کا سفر کیا اور دلی پہونچکر شاہ صاحب کی خدمت میں بھی پہونچے مخلوقات کی رجوعات سے نسیم خان کا دماغ آسمان پر پہونچ چکا تھا اسلیئے انھوں نے شاہ صاحب کی کوئی تعظیم و تکریم نہیں کی بلکہ آزادانہ انکے پاس گئے اور جا کر اپنے محاورہ کے مطابق سلام کیا اور کہا کہ شاہ صاحب شریعت کی قید میں کب تک رہوگے نکلو اس قید سے اور چھوڑ دو شریعت کو شاہ صاحب نے نہایت اخلاق سے فرمایا آیئے شاہ صاحب تشریف لایئے اور اپنے پاس بٹھا لیا اور بہت دیر تک ادہر اُدہر کی باتیں کرتے رہے اسکے بعد باتوں ہی باتوں میں شاہ صاحب نے فرمایا کہ میاں صاحب آپ نے قرآن بھی پڑھا ہے اُنھوں نے کہا ہاں اُسکے بعد پوچھا کہ کچھ فارسی بھی پڑہی ہے اونھوں نے کہا جی ہاں پھر پوچھا کہ کچھ عربی بھی پڑھی ہے انھوں نے کہا کہ جی ہاں میر قطبی تک پڑہی ہے اُسکے بعد پوچھا کہ گھوڑے کی سواری بھی سیکھی ہے اُس نے کہا جی ہاں پھر پوچھا فنون سپہ گری بھی سیکھے ہیں اُسنے کہا کہ جی ہاں بہکیتی بنکیتی اور تیر اندازی وغیرہ سب سیکھے ہیں پھر پوچھا کہ آپ پہلے کیا کام کرتے تھے اس نے کہا کہ فوج میں رسالدار تھا پھر پوچھا کہ قرآن کتنے زمانہ میں پڑھا اور فارسی کتنے زمانہ میں اور عربی کتنے زمانہ میں اور فنون سپہ گری کتنے عرصہ میں سیکھے اور ملازمت کتنے زمانہ کی۔

۴۷

اس نے ان تمام باتوں کا بھی جواب دیا پھر پوچھا کہ اس سلسلہ میں کب سے داخل ہوئے اُس نے اسکا بھی جواب دیا جب شاہ صاحب نے ان تمام باتوں کا اقرار لے لیا تو للکار کر فرمایا کہ فقیر سنبھل کر بیٹھ اور سُن تو نو مہینہ تو ماں کے پیٹ کی قید میں رہا اور اس سے باختیار خود نہ نکل سکا اور اتنے دنوں تو ماں کے پستانوں کی قید میں رہا اور اس سے نہ نکل سکا اور اتنے دن تو انگلی پکڑنے کی قید میں رہا اور اتنے دن تو مونڈھوں کی قید میں رہا اور اتنے دن تو قرآن کی قید میں رہا اوستاد نے تھپڑ بھی لگائے ہونگے قمچیاں بھی لگائی ہونگی مگر تو اوس قید سے نہ نکل سکا اور اتنے دن تو فارسی کی قید میں رہا اور اتنے دن تو عربی کی قید میں رہا اور اتنے دن کشتی کی قید میں رہا اتنے دن بنکیتی کی قید میں رہا اتنے دن بکیتی کی قید میں رہا اتنے دن سواری کی قید میں رہا اتنے دن تیر اندازی کی قید میں رہا اتنے دن انگریزونکی قید میں رہا اور اب چار ابرو کی صفائی کی قید میں ہے پھر تو اپنے آپ کو آزاد کیسے کہہ سکتا ہے الحاصل اس عالم میں کوئی ایسا نہیں جو کسی نہ کسی قید میں نہ ہو تو چار ابرو کی صفائی کی قید میں ہے اور ہم شریعت کی قید میں ہیں مگر یاد رہے کہ تمہاری قید کچی چاندی ہے تم اسکی قیمت مانگوگے تو اسکو تپایا جاویگا اور بغیر تپائے کوئی نہ لیگا اور ہماری قید پر سکہ شاہی لگا ہوا ہے جہاں چاہیں گے بہنا لیں گے وہ فقیر نہایت شرمندہ ہوا اور اُٹھ کر چلا گیا اس قسم کے اور قصے بہت ہیں جن سے اس زمانہ کی حالت معلوم ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے اس زمانہ میں کسقدر ہوشیاری سے دین کو سنبھالا ہے۔

۴۸

حاشیہ حکایت (۴۸) **قولہ** متساہل کہتے ہیں **اقول** اس حکایت میں تو کوئی بات موہم تساہل مذکور نہیں بعضے قصے جو اس طرح کے مشہور ہیں اوسکی تحقیق یہ ہے کہ اسکا استعمال دفع مضرت دنیویہ کے لئے ہو یا مخاطب کے جلب مصلحت دینیہ کے لئے ہو تو محمود ہے اور اگر اپنے جلب منفعت دنیویہ مالیہ یا جاہیہ کے لئے ہو تو مضموم ہے خوب سمجھ لو اسمیں اکثر دھوکہ ہو جاتا ہے گاہے بزرگوں پر بدگمانی کا گاہے اپنے پر تقلید بزرگان کی نیک گمانی کا (شت)

(باقی آئندہ)

اور ہمیشہ لطائف الحیل سے پیچھا چھوڑا یا چنانچہ اسپر ایک قصہ سُناتا ہوں یہ قصہ میں نے
مولوی عبدالقیوم صاحب مولانا گنگوہی صاحب اور دوسرے بہت سے اشخاص سے
سُنا ہے وہ قصہ یہ ہے کہ قطب صاحب کا ایک مجاور دہلی میں آیا اور علماء کے پاس
گیا وہ جس عالم کے پاس جاتا اوس سے یہ کہتا کہ مجھ سے قطب صاحب نے فرمایا ہے
کہ تم فلاں کے پاس جاؤ اور انکو ایک ٹکہ دو اور کلاوہ انکے سر پر باندھ آؤ لہذا میں تعمیل
حکم کے لیئے آیا ہوں اور یہ کہکر وہ ٹکہ پیش کرتا اور وہ کلاوہ باندھ دیتا اور کچھ نذرانہ لیکر
چلتا ہوتا۔ یہ شخص شاہ صاحب کے پاس بھی آیا اور آکر ان سے بھی یہ ہی کہا مگر شاہ صاحب
نے حکمت عملی سے کام لیا اور فرمایا کہ کہدو اسوقت مجھے وضو نہیں ہے اس نے وہ کلاوہ
اور ٹکہ رکھدیا اور منتظر ہوا کہ شاہ صاحب کچھ دینگے مگر شاہ صاحب نے کچھ نہ دیا جب
اس نے دیکھا کہ یہ کچھ نہیں دیتے تو اس نے کہا کہ حضرت مجھے کچھ تبرک ملجاوے شاہ
صاحب نے فرمایا کہ آپ قطب صاحب کے فرستادہ تھے آپ نے تعمیل حکم کر دی
جب قطب صاحب مجھے حکم دینگے میں بھی خدمت میں پیش کر دونگا وہ مجبوراً رخصت ہوگیا ۴۵
اب ایک اور قصہ سنئے اس زمانہ میں ایک صاحب مولوی نصیر الدین صاحب تھے جو
مدنی الاصل قوم کے سید اور شاہ صاحب کے شاگرد تھے یہ صاحب خانم کے بازار
میں رہتے تھے اور نہایت خوش بیان اور ذہین عالم تھے ایک مرتبہ یہ صاحب اور
شاہ صاحب چاندنی چوک گئے شاہ صاحب چونکہ نابینا تھے اس لیئے انکے کندھے پر
ہاتھ رکھے ہوئے تھے وہاں پہونچکر شاہ صاحب کو معلوم ہوا کہ ایک شور مچ رہا ہے
انھوں نے مولوی نصیر الدین صاحب سے فرمایا کہ جاکر دیکھو کہ کیا شور ہے وہ گئے اور
واپس آکر شاہ صاحب سے کہدیا کہ حضرت کوئی بات نہیں یوں ہی بیہودہ شور ہے
شاہ صاحب نے فرمایا کہ علم شئی بہ از جہل شئی تم جاکر اس شور کا اصل منشا معلوم کرو
جب شاہ صاحب نے اصرار فرمایا تو انھوں نے مجبوراً عرض کیا کہ حضرت ایک فقیر بیٹھا
ہوا ہے اور اپنے اعضا تناسل کو تانے ہوئے اور اس میں ڈورا باندھے ہوئے ہے
اور یہ کہہ رہا ہے کہ نعوذ باللہ یہ الف ہے اللہ کا شاہ صاحب نے فرمایا کہ جاؤ اور اُسکی

کمر میں اتنی زور سے لات مارو کہ وہ گر پڑے اور کہو او بے وحدت خود منڈے کیا بکتا ہے
(خود منڈے بے پیر سے خود رَو) الف خالی ہوتا ہے اور اسکے نیچے دو نقطے ہیں چنانچہ
مولوی نصیر الدین صاحب نے ایسا ہی کیا اور اسکا اثر یہ ہوا کہ اس فقیر کے پیچھے تالی
بج گئی اور وہ نہایت خفیف ہوکر چلدیا غرض ان حکمتوں سے شاہ صاحب نے باطل کو شکست
دی ہے ایک اور قصہ سُنو اس زمانہ میں بروین صوفیوں کا ایک فرقہ امام شاہی تھا جو
چار ابرو کا صفایا کرتا تھا اور بیہودہ باتیں کیا کرتا اس فرقہ کا موجد ایک شخص امام شاہ تھا۔
اور یہ فرقہ شکار پور سے نکلا تھا چونکہ امام شاہ کی قبر ایک باغیچہ میں تھی اسلئے اسکے سلسلہ
والے اپنا نام باغ کی مناسبت سے رکھتے تھے اور کسیکا نام گلاب شاہ تھا کسی کا
چنبیلی شاہ کسیکا بہار شاہ وغیرہ وغیرہ جب ہندوستان میں انگریزی حکومت ہوئی تو
فوجیونکی بہت قدر تھی اور رسالدار وں وغیرہ کی بڑی بڑی تنخواہیں ہوتی تھیں اور اختیارات
بھی وسیع ہوتے تھے اس زمانہ میں ایک شخص نسیم خاں نام شاہجہانپور کے رہنے والے
تھے جو بہت خوبصورت اور تنومند تھے اور شاعر بھی تھے چنانچہ نواب مصطفٰے خاں شیفتہ
نے انکے حالات اپنے تذکرہ میں لکھے ہیں یہ نسیم خان انگریزی فوج میں رسالدار تھے
اور رخصت لیکر شاہجہانپور کو جارہے تھے راستہ میں شکار پور میں قیام کیا۔ جس
سرائے میں یہ مقیم تھے اسکے سامنے ایک باغ تھا جس میں امام شاہ مدفون تھا۔
اتفاق سے نسیم خاں ٹہلنے کو نکلے اور اس باغ میں پہونچ گئے اس باغ میں ایک
مکان تھا جسمیں امام شاہ کا سجادہ نشین رہتا تھا اور اس مکان کو اس زمانہ کے محاورہ
کے مطابق منڈف (یعنی کُٹی) کہا جاتا تھا اس زمانہ میں جو سجادہ نشین اس مکان میں
رہتا تھا اسکا نام گلزار شاہ تھا نسیم خان ٹہلتے ٹہلتے جب اس مکان کے قریب
پہونچے تو گلزار شاہ کو انکے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی اور اس نے اندر سے آواز دی
کون ہو چونکہ انکا نام نسیم خان تھا اور اس زمانہ میں یہ عادت تھی کہ اپنا پورا نام نہ
لیتے تھے اس لئے انھوں نے جواب دیا کہ نسیم گلزار شاہ نے اندر سے کہا کہ نسیم ہو
تو گلزار سے نہ جائیگی۔ یہ سنتے ہی نسیم خاں پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ گلزار شاہ کے مرید

ہوگئے اور چار ابرو کا صفایا کر کے فقیری اختیار کرلی اور اپنے ہمراہیوں کو بُلا کر ان سے کہدیا
کہ یہ جسقدر ساز و سامان ہے اسکا تم کو اختیار ہے چاہے تم میرے گھر دیدینا اور چاہے
تم خود رکھ لینا مجھے نہ اب گھر بار سے کوئی تعلق ہے اور نہ تم سے کچھ سرو کار ہے تم سب
لوگ اپنے اپنے گھر چلے جاؤ میں تو یہاں رہونگا اور بیوی کو طلاق لکھکر اور اسپر گواہیاں
کرا کر انکے حوالہ کردی اور کہدیا کہ یہ طلاق نامہ میری بیوی کے پاس پہونچا دینا الغرض
انکے ہمراہی روانہ ہوگئے اور وہ گلزار شاہ کے پاس رہ پڑے گلزار شاہ کا یہ تصرف
چونکہ ایک عجیب تصرف تھا اسلئے عوام پر اسکا بہت اثر ہوا اور امام شاہی سلسلہ کو بہت
ترقی ہوگئی تھوڑے دنوں کے بعد گلزار شاہ کا انتقال ہوگیا اور اسکی جگہ نسیم خاں سجادہ نشین
ہوگئے اور انکی طرف بہت کچھ رجوعات ہوئی کچھ زمانے کے بعد انھوں نے سیر کی
غرض سے دلی کا سفر کیا اور دلی پہونچکر شاہ صاحب کی خدمت میں بھی پہونچے مخلوقات
کی رجوعات سے نسیم خاں کا دماغ آسمان پر پہونچ چکا تھا اسلئے انھوں نے شاہ صاحب
کی کوئی تعظیم و تکریم نہیں کی بلکہ آزادانہ اسکے پاس گئے اور جا کر اپنے محاورہ کے مطابق
سلام کیا اور کہا کہ شاہ صاحب شریعت کی قید میں کب تک رہوگے نکلو اس قید سے اور
چھوڑ دو شریعت کو شاہ صاحب نے نہایت اخلاق سے فرمایا آیئے شاہ صاحب تشریف
لایئے اور اپنے پاس بٹھا لیا اور بہت دیر تک اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے اسکے بعد
باتوں ہی باتوں میں شاہ صاحب نے فرمایا کہ میاں صاحب آپ نے قرآن بھی
پڑھا ہے اُنھوں نے کہا ہاں اُسکے بعد پوچھا کہ کچھ فارسی بھی پڑھی ہے اونھوں نے
کہا جی ہاں پھر پوچھا کہ کچھ عربی بھی پڑھی ہے انھوں نے کہا کہ جی ہاں میر قطبی تک
پڑھی ہے اُسکے بعد پوچھا کہ گھوڑے کی سواری بھی سیکھی ہے اُس نے کہا جی ہاں
پھر پوچھا فنون سپہ گری بھی سیکھے ہیں اُسنے کہا کہ جی ہاں پھکیتی بنکیتی اور تیر اندازی وغیرہ
سب سیکھے ہیں پھر پوچھا کہ آپ پہلے کیا کام کرتے تھے اس نے کہا کہ فوج میں
رسالدار تھا پھر پوچھا کہ قرآن کتنے زمانہ میں پڑھا اور فارسی کتنے زمانہ میں اور عربی
کتنے زمانہ میں اور فنون سپہ گری کتنے عرصہ میں سیکھے اور ملازمت کتنے زمانہ کی۔

اس نے ان تمام باتوں کا بھی جواب دیا پھر پوچھا کہ اس سلسلہ میں کب سے داخل ہوئے اُس نے اسکا بھی جواب دیا جب شاہ صاحب نے ان تمام باتوں کا اقرار لے لیا تو للکار کر فرمایا کہ فقیر سنبھل کر بیٹھ اور سن تو نو مہینہ تو ماں کے پیٹ کی قید میں رہا اور اس سے باختیار خود نہ نکل سکا اور اتنے دنوں تو ماں کے پستانوں کی قید میں رہا اور اس سے نہ نکل سکا اور اتنے دن تو انگلی پکڑنے کی قید میں رہا اور اتنے دن تو مونڈھوں کی قید میں رہا اور اتنے دن تو قرآن کی قید میں رہا اوستاد نے تھپڑ بھی لگائے ہونگے قمچیاں بھی لگائی ہونگی مگر تو اوس قید سے نہ نکل سکا اور اتنے دن تو فارسی کی قید میں رہا اور اتنے دن تو عربی کی قید میں رہا اور اتنے دن کشتی کی قید میں رہا اتنے دن پھکیتی کی قید میں رہا اتنے دن بکیتی کی قید میں رہا اتنے دن سواری کی قید میں رہا اتنے دن تیر اندازی کی قید میں رہا اتنے دن انگریزوں کی قید میں رہا اور اب چار ابرو کی صفائی کی قید میں ہے پھر تو اپنے آپ کو آزاد کیسے کہہ سکتا ہے الحاصل اس عالم میں کوئی ایسا نہیں جو کسی نہ کسی قید میں نہ ہو تو چار ابرو کی صفائی کی قید میں ہے ۴۸ اور ہم شریعت کی قید میں ہیں مگر یاد رہے کہ تمہاری قید کچی چاندی ہے تم اسکی قیمت مانگوگے تو اسکو تپایا جاویگا اور بغیر تپائے کوئی نہ لیگا اور ہماری قید پر سکہ شاہی لگا ہوا ہے جہاں چاہیں گے بھنا لیں گے وہ فقیر نہایت شرمندہ ہوا اور اُٹھ کر چلا گیا اس قسم کے اور قصے بہت ہیں جن سے اس زمانہ کی حالت معلوم ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے اس زمانہ میں کسقدر ہوشیاری سے دین کو سنبھالا ہے۔

حاشیہ حکایت (۴۸) **قولہ** متساہل کہتے ہیں **اقول** اس حکایت میں تو کوئی بات موہم تساہل مذکور نہیں بعضے قصے جو اس طرح کے مشہور ہیں اوسکی تحقیق یہ ہے کہ اسکا استعمال دفع مضرت دنیویہ کے لئے ہو یا مخاطب کے جلب مصلحت دینیہ کے لئے ہو تو محمود ہے اور اگر اپنے جلب منفعت دنیویہ مالیہ یا جاہیہ کے لئے ہو تو مذموم ہے خوب سمجھ لو اسمیں اکثر دھوکہ ہو جاتا ہے گاہے بزرگوں پر بدگمانی کا گاہے اپنے پر تقلید بزرگان کی نیک گمانی کا (اشت)

(باقی آئندہ)

خریداران الہادی کیواسطے رعایت

بعض دوستوں کے مشورہ سے یہ بات طے پائی ہے کہ الہادی کے خریداروں کو کتب رعایت سے دینی چاہئیں لہذا اب سے ایک فہرست کتب شایع کیا کرونگا جسمیں حتی الوسع انتہائی رعایت ہوا کریگی مگر یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جو صاحب کتب طلب فرماویں وہ اپنا نمبر خریداری ضرور تحریر فرمایا کریں کیونکہ احقر کو اسقدر فرصت نہیں کہ ہر فرمایش پر رجسٹر الہادی میں تلاش کرے یا کم از کم یہ تحریر فرمادیا کریں کہ ہم الہادی کے خریدار ہیں۔ فقط۔

تصنیفات حضرت سیدی و مرشدی حکیم الامۃ مجدد الملۃ حافظ قاری حاجی مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدفیوضہم

نام کتاب	قیمت عام	خریداران الہادی کیواسطے رعایتی قیمت
اصلاح الرسوم رسوم مروجہ کا رد اور انکی اصلاح کا طریقہ۔	۶ر	۴ر
الاستبصار فی فضل الاستغفار	ار	۰ر
انتباہات المفیدہ علم کلام جدید کا ایک نہایت مفید رسالہ جسمیں شبہات جدیدہ کے جوابات اہل شبہات یعنی انگریزی تعلیمیافتہ حضرات کے		

نام کتاب	قیمت عام	خریداران الہادی کیواسطے رعایتی قیمت
مذاق پر نہایت فصاحت ومتانت سے دیتے ہیں یہ رسالہ اس قابل ہے کہ ہر انگریزی تعلیمیافتہ حضرات کے پاس رہے تاکہ جسوقت کوئی شبہ پیش آوے فوراً اس کتاب سے حل کرلیا جاوے انشاء اللہ تعالے جواب حاصل ہوجائیگا۔ خواہ کلیۃً یا جزءً اسکی پوری		

نام کتاب	قیمت عام	خریداران الہادی کیواسطے رعایتی قیمت
تعریف احقر کا قلم نہیں کرسکتا لہذا یہ رسالہ ملاحظہ کا محتاج ہے۔	عہ	۱۲ر
اخبار الزلزلۃ۔	ار	۸ر
اخبار بنی۔	ار	۸ر
اصلاح ترجمہ دہلویہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ کی اصلاح	۲ر	ار
اصلاح الخیال غلبہ سے جن لوگوں کو اتباع شریعت میں		

نام کتاب	قیمت عام	خریداران امدادی کیلئے رعایتی قیمت
شبہات و شکوک و اوہام پیدا ہوئے ہیں وہ تمام تر شبہات اور انکے مدلل جوابات جمع کئے گئے ہیں نہایت مفید ہے۔	۳ر	۲ر
اصلاح ترجمہ حیرت مرزا حیرت صاحب دہلوی کے ترجمہ کلام مجید کی غلطیوں کی اصلاح۔	۱ر	[illegible]
اوراد رحمانی و اذکار سبحانی۔ سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر کے فضائل اور عجیب و غریب نکتے قابل دید۔	۳ر	۲ر
الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد تقلید شخصی و تقلید مطلق کے متعلق نہایت منصفانہ بیان و بیان مختلف فیہ آمین بالجہر وغیرہ کا مفصل و مدلل بیان۔	۳ر	۲ر
اغلاط العوام فی		

نام کتاب	قیمت عام	خریداران امدادی کیلئے رعایتی قیمت
باب الاحکام عوام میں جو غلط مسائل مشہور ہیں انکی اصلاح کیگئی ہے۔ معہ و ضمیمہ۔	۱ر	[illegible]
اعمال قرآنی اسمیں آیات قرآنیہ کے خواص و عملیات کا بیان ہے اسکے تین حصے ہیں قیمت ہر سہ حصہ	۵ر	۳ر
آداب المعاشرت باہمی گذران و برتاؤ کے وہ آداب کہ جنکی رعایت رکھنے سے آپسمیں محبت و اتفاق پیدا ہوتا ہے	۲ر	۲ر
ارشاد الہائم فی حقوق البہائم۔	۱ر	[illegible]
بہشتی زیور اس مفید اور مقبول عام کتاب کی تعریف و توصیف خارج از بیان ہے ہر شخص کو آفتاب نصف النہار کیطرح یہ بات روشن ہے کہ یہ نیہ اصلاح عادات و آداب		

نام کتاب	قیمت عام	خریداران امدادی کیلئے رعایتی قیمت
معاشرت و مسائل دینیہ میں کسقدر مفید ثابت ہوئی ہے خاصکر عورتوں کے حق میں تو اکسیر کا کام دیتی ہے اسکے گیارہ حصے ہیں اول کے دس حصے تو خاص عورتوں کی تعلیم و تربیت و درستی حالات میں بے نظیر ہیں گیارہواں حصہ خاص مردوں کے مسائل میں بے بدل ہے دس حصص	عہ	عہ
بہشتی گوہر گیارہواں حصہ	۱۰ر	۶ر
تعلیم الدین دین کی چاروں اجزاء عقائد و عبادات و اخلاق و معاملات و سلوک و مقامات و اذکار و اشغال کا قرآن و حدیث سے بیان۔	۸ر	۶ر
الترتیب اللطیف فی قصۃ الکلیم و الحنیف حضرت موسیٰ اور حضرت		

نام کتاب	قیمت عام	خریداران امداد کیلئے رعایتی قیمت
ابراہیم علیہا السلام کے قصے جو جا بجا قرآن مجید میں متفرق طور سے آئے ہیں انکو ایک جا مرتب فرما دیا ہے	۵ر	۳ر
تجوید القرآن سہل نظم میں تجوید کے ضروری قواعد اور اسکے آخر میں ایک چھوٹا سا رسالہ یادگار حق القرآن ہے جسمیں مختصر قواعد لکھدیئے گئے ہیں۔	۱ر	ار
التکشف عن مہمات التصوف۔	للعہ	سے
تحقیق تعلیم انگریزی انگریزی پڑھنے کے متعلق بحث۔	۸ر	۰ر
جزاء الاعمال۔	۲ر	۲ر
جمال القرآن۔ یہ رسالہ علم تجوید میں بہت ہی سہل عبارت میں لکھا گیا ہے	۲ر	ار
حفظ الایمان معہ بسط البنان وتغیر العنوان۔	ار	ار
حقوق الاسلام اسمیں استاد پیراں باپ میاں بیوی حاکم محکوم ہمسایہ و مہمان حیوانات سب کے حقوق درج ہیں۔	ار	۸ر
حق السماع سماع کے متعلق فقہی کامل تحقیق	۲ر	ار
حقوق العلم علماء پر عامہ مسلمین کے اور عامہ مسلمین پر علماء کے جو حقوق ہیں اور اونمیں جو کوتاہیاں ہو رہی ہیں اونکی اصلاح ہے۔	۵ر	۳ر
الخطب الماثورہ اسمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خطبے احادیث صحیحہ سے منتخب فرماکر درج فرمائے ہیں۔	۲ر	ار
الخطاب الملیح مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کے جوابات اس رسالہ میں ہیں عیسے علیہ السلام کی وفات وحیات کی تحقیق	۲ر	ار
رونمائے مثنوی دیباچہ کلید مثنوی	ار	ار
زاد السعید اسمیں درود شریف کے فضائل وعجائب خواص اور درود شریف کے مواقع اور وہ درود جو احادیث صحیحہ میں وارد ہیں اور آخر میں ایک رسالہ نیل الشفا ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعل مبارک کا نقشہ اور اسکے عجیب وغریب خواص اور برکات درج ہیں۔	۲ر	ار
سبق الغایات (عربی) قرآن شریف کی آیتوں میں اول سے آخر تک ربط بیان فرمایا ہے	۹ر	۸ر
شوق وطن وطن اصلی یعنی آخرت کی یاد		

نام کتاب	قیمت مجلد	قیمت غیر مجلد
اور شوق پیدا کرنیوالے مضامین	۴ر	۲ر
شجرہ طیبہ اسمین تین		
شجرے شامل ہیں اول		
شجرہ نظم اردو حضرت حاجی		
صاحب قدس سرہٗ بزرگوں		
کے مقامات دفن و تاریخ		
وفات بھی لکھی گئی ہے		
دوسرا شجرہ فارسی منظوم		
مولانا رشید احمد صاحب کے		
تیسرا شجرہ آقائی مرشدی		
مولانا محمد اشرف علی		
صاحب مد فیوضہم اور آخر		
میں ایک رسالہ تعلیم الطالب		
مولفہ حضرت مولانا حکیم الامت		
ملحق ہے۔	۱۰ر	۸ر
صفائی معاملات		
خرید و فروخت وغیرہ کے		
مسائل مدلل مع اصول و		
قواعد عام فہم۔	۲ر	۱۲ر
طریقہ مولد شریف		
مولود شریف کے اصلی		
اور صحیح اور سنت کے		

نام کتاب	قیمت مجلد	قیمت غیر مجلد
موافق طریقہ کا بیان۔	۱۰ر	۸ر
فتاویٰ اشرفیہ		
اسکے دو حصے ہیں ہر		
حصہ میں متفرق مسائل		
مع دلائل و تحقیقات عجیب و		
غریب درج ہیں حصہ اول	۴ر	۳ر
ایضاً حصہ دوم۔	۶ر	۴ر
قصد السبیل اسمین		
عام لوگوں کے اس		
خیال کا دفعیہ کیا گیا ہے		
جو یہ سمجھتے ہیں کہ تصوف		
اور وصول الی اللہ ان		
لوگوں کا کام ہے جو دنیا		
و مافیہا کو ترک کر کے ایک		
گوشہ میں بیٹھ رہے		
اسمیں ایسے دستور العمل		
تجویز فرمائے ہیں کہ ہر		
شخص اسپر عمل کر کے		
کامیاب ہو سکتا ہے۔	۲ر	۱۰ر
القول الصواب		
نئی روشنی والے مستورات		
کے پردہ مروجہ پر شبہات		

نام کتاب	قیمت مجلد	قیمت غیر مجلد
کرتے تھے کہ ایسا پردہ		
قرآن و حدیث سے ثابت		
نہیں حضرت مولانا نے		
قرآن و حدیث ہی سے		
اسکو ثابت کیا ہے۔	۲ر	۱۰ر
کمالات امدادیہ		
اس رسالہ میں حضرت		
حاجی صاحب کے ملفوظات		
وغیرہ ہیں۔	۶ر	۵ر
لب مثنوی دفتر ششم		
کے ابتدائی حصہ کی شرح۔	۵ر	۴ر
مناجات مقبول		
معہ تتمہ و حزب البحر روزانہ		
تلاوت کرنیکے واسطے		
احادیث کی پر اثر دعاؤں کا		
مجموعہ ترجمہ اردو نظم میں		
کر دیا گیا معہ شجرہ خاندان		
چشتیہ۔ خط واضح۔	۱۰ر	۶ر
المصالح العقلیہ		
حصہ اول	۹ر	۶ر
ملفوظات خبرت	۹ر	۸ر
مجموعہ رسائل مفیدہ	۲ر	۱ر

خود ملاحظہ کرنے کے بعد اپنے احباب کو دکھلائیے اور پڑھ کر سنائیے

قرآن پاک پر اہل ہنود کا قبضہ

ایک عرصہ سے خیالات میرے دماغ مین چکر لگا رہے تھے کہ کس طرح اہل ہنود یا اور غیر مسلم اقوام کو جو کلام اللہ کو غلط اور بے ادبی کے ساتھ طبع کر کے توہین کرتے رہتے ہین رد کیا جاوے اسی کے ساتھ جب یہ خیال بھی آتا تھا کہ اس تذلیل و اہانت کے سبب ہم ہی مسلمان ہین (کیونکہ وہ صرف مسلمانونکے ہاتھ فروخت کرنیکے واسطے طبع کرتے ہین اور اگر مسلمان غیر مسلم پریس کے مطبوعہ قرآنون کی خریداری سے باز آجائین تو وہ طبع کرنا بھی بند کردین) تو قلب مضطرب و بچین ہو جاتا تھا اور اس حکم کی جو شریعت کیطرف سے مسلمانونکو دیا گیا ہے (یعنی کامل طہارت کے ساتھ قرآن کو چھونا اور صحیح پڑھنا وغیرہ) عدم تعمیل ہوتے دیکھ کر دل لرز جاتا تھا، گو یہ کام نہایت دشوار اور کثیر سرمایہ کا طالب تھا لیکن السعی منی والاتمام من اللہ پر عمل کرتے ہوئے اس ضرورت کو رفع کرنے اور کلام پاک کو محض بے ادبی سے بچانے کے خیال سے سعیدی کمپنی چند سال سے قائم کردی ہے جسکا واحد مقصد یہ ہے کہ مختلف قسم و سائز کے مترجم و معریٰ قرآن کامل صحت ارزان قیمت بہت ہی قلیل نفع کیساتھ طبع کر کر کے وقتاً فوقتاً ہدیۂ قارئین کرتی رہے تاکہ مسلمان کفار کے چھاپے ہوئے غلط قرآنونکی خریداری سے باز آجادین چنانچہ اس قلیل عرصہ مین یہ کمپنی مختلف قسم کے پارہ اور ایک مکمل قرآن طبع کرچکی ہے یہ قرآن عمدہ کاغذ لکھائی چھپائی صحت وغیرہ بہت سی خوبیون سے مزین ہے اور علاوہ ان خوبیونکے ایک خاص رعایت مسلمانون کی مالی کمزوریون کا لحاظ کرتے ہوئے یہ رکھی گئی ہے تاکہ ہر خاص و عام امیر و غریب مستفیض ہوسکے اور جو آج تک غالباً کسی تاجر نے نہ کی ہوگی وہ یہ کہ اسکے اول سے آخر تک تیسون پارہ علیحدہ علیحدہ فروخت ہوتے ہین اس سے وہ لوگ بھی فائدہ حاصل کرسکتے ہین جو ایک دم سے پورا

قرآن شریف نہین خرید سکتے وہ ایک ایک پارہ وقتاً فوقتاً متفرق خرید سکتے ہین، نیز اگر
کسی صاحب کے پاس قرآن شریف کا کوئی پارہ کسی وقت ناقص ہو جاوے تو صرف
وہی پارہ خرید کر بدل سکتے ہین کامل قرآن مجید دوبارہ خریدنے کی انکو ضرورت نہین
اور بچون کی تعلیم کے واسطے ایک ایک پارہ علیحدہ علیحدہ خریدا جا سکتا ہے کیونکہ بچونکو
پورا قرآن شریف اٹھانے رکھنے مین تکلیف ہوتی ہے اور قرآن جلد خراب ہو جاتا
ہے عام طور پر متفرق سات پارون سے زیادہ نہین مل سکتے ہین مگر اب اس قرآن
شریف کے پورے تیسون پارے علیحدہ علیحدہ ملین گے تیسون پارے ہمارے یہان
موجود ہین اگر ضرورت ہو طلب فرمایئے با وجود ان خوبیون کے قیمت فی پارہ ایک آنہ
اور پورے قرآن کی قیمت عہ ہے۔ محصول ڈاک ۸ر

اس کمپنی کا حصہ دس روپیہ کا مقرر کیا گیا ہے تاکہ ہر متوسط الحال مسلمان شرکت
کر سکے، تمام مسلمانون کی خدمت مین التماس ہے وہ اس کمپنی کی شرکت اور اس کمپنی
کے مطبوعہ قرآن و پارون کی خریداری سے دین و دنیا کا نفع حاصل کرین اور مہتمم
کمپنی ہذا کو ممنون فرماوین شرائط کمپنی ہذا طلب کرنے پر مفت روانہ ہوتے ہین اب بھی
اگر مسلمان اس کمپنی کی شرکت کیطرف توجہ نہ کرین اور اسکے مطبوعہ قرآن و پارونکی
خریداری کیطرف مائل نہون تو سوائے مذہبی لاپرواہی کے اور کیا کہا جاوے،
(نوٹ) اسکے علاوہ ہر قسم کے پارہ و قرآن شریف مسلمانون کے یہان کے
طبع شدہ اور اردو فارسی عربی کتب بھی ہمارے یہان سے مل سکتی ہین،

الداعی الی الخیر غنی احمد تاجر کتب و مالک مطبع
رزاقی کانپور محلہ پٹکاپور

قصۂ معراج اور معتبر واقعات

شب معراج کے واقعات جتنے عجائب غرائب اور بیشمار معجزات کو شامل ہیں وہ کسی سے
مخفی نہیں۔ لیکن انقلاب زمانہ اور دور حاضرہ کے افراط و تفریط سے جہاں اور بہت سے
اُمور تختہ مشق بنگئے ہیں معراج شریف کے واقعات بھی اس سے خالی نہیں رہے اگر ایک شخص
اوسمیں سیکڑوں جھوٹی روایتیں منظوم کرتا ہے تو دوسرا تمام قصہ ہی کو یکسر اڑا دیتا ہی اس انقلاب
کو دیکھتے ہوئے حضرت اقدس جامع الشریعت و الطریقت حکیم الامتہ مجدد الملۃ حضرت مولانا مولوی
شاہ محمد اشرفعلی صاحب دام ظلہم العالی نے اس ضرورت کو ملحوظ فرما کر

تنویر السراج فی لیلۃ المعراج

تالیف فرمائی جسمیں افراط و تفریط کو چھوڑ کر اپنی عادت شریفہ کے موافق اعتدال کے ساتھ واقعات
کو کتب احادیث و سیر سے جمع فرمایا ہی حضرت ممدوح کے انتساب کے بعد کتاب کی اہمیت اور اسکی
تعریف اوسکی خوبیوں کے اظہار کی ضرورت نہیں رہی مولانا کی جامعیت مولانا کی علمیت آج ہندوستان
کو مسلم ہے لیکن اشارۃً اون خاص امور کی طرف اشارہ ضروری ہی جو اس رسالہ میں خاص طور
سے پائے جاتے ہیں نفس قصہ معتبر کتابوں سے اخذ کر لینا سہل ہی۔ لیکن ہر واقعہ کے متعلق فوائد
اوسکی حکمتیں اوس سے سبق لینا نتائج بتلانا ہر شخص کا کام نہیں حضرت ممدوح نے ہر ہر موقعہ پر
ان نکات پر متنبہ فرمایا ہے عقلی و نقلی شبہات کے جواب خاص طور سے تحریر فرمائے ہیں جنکی
وجہ سے یہ رسالہ تعلیمیافتہ حضرات کیلئے بہت ہی مفید بنگیا۔ آخر میں حضرت ممدوح نے ایک
ضمیمہ بھی اضافہ فرمایا ہی جسمیں سورۂ والنجم کی اون آیات کی تفسیر جنمیں معراج کا ذکر ہی
ایسے ہی مثنوی مولانا روم کے بھی اُن اشعار کی شرح جنمیں یہ مضمون نہایت تفصیل سے مذکور
ہے تحریر فرمائی ہی اور اس رسالہ کے ختم پر دار العلوم دیوبند کے صدر المدرسین مولانا سید
انور شاہ صاحب دام ظلہم العالی کا ایک قصیدہ بھی درج ہی جسمیں مولانا ممدوح نے معراج کے
قصہ کو منظوم فرمایا غرض رسالہ کے فوائد صرف دیکھنے ہی سے تعلق رکھتے ہیں شائقین جلد توجہ فرمائیں

قیمت صرف دس آنے۔ (۱۰) خریداران الہادی کے واسطے آٹھ آنے۔ (۸)

المشتہر:۔ محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی